ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ کتاب ہذا مشتمل کیفیت خرق عادات و کرامات مع ملفوظات جناب
امام الاولیا حاجی الحرمین الشریفین سندی سندی حضرت سید وارث علی شاہ صاحب
ادام اللہ فیوضہم برکاتہم

عین الیقین

مؤلفہ جناب سید عبد اللہ شاہ صاحب متخلص بہ تحیر بہ تصحیح تمام و جہد
مالا کلام جناب مولوی علی کریم صاحب بازید پوری دام مجدہ
باہتمام شیخ نظام علی

مطبع شرف پریس بہار میں طبع ہوئی
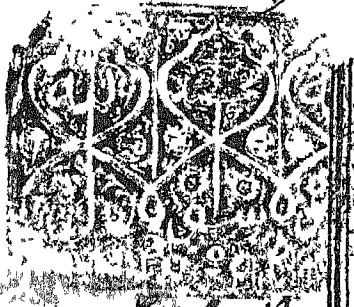
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درراہ تو فکر من بجائے نرسید	اگاہ بخبار من وفکر تشان بیست پدید
من کیستم و فکر کجا راہ تو کو	حقا کہ خیالیست ہمہ گفت و شنید

جل جلالہ و عم نوالہ والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ و آلہ واصحابہ و
اہلبیتہ و ذریاتہ اجمعین۔ **عین الیقین** اس کتاب کا نام محض اس
کتاب کے خیال سے نہیں رکھا گیا ہے بلکہ امر واقعی یہ ہے کہ جو کچھ میں نے
اسمیں لکھا ہے وہ درجہ عین الیقین میں ہے اس کتاب کے تین حصے ہیں
پہلا حصہ جناب حضرت امام الاولیا حاجی الحرمین سید وارث علی شاہ صاحب
مدظلہ کے حالات میں ہے دوسرا حصہ آپکی خرق عادات و ذکر کرامات میں ہے
تیسرا حصہ آپکی ملفوظات میں ہے فدعوا من اللہ ان یتم بوجہ الخیر لانہ نعم المولیٰ
ونعم النصیر۔ مولف ہذا المفتقر الی اللہ سید عبد الاحد شاہ

اول در حالات سید العارفین سلطان السالکین بحر ادی توحید و تجرید جناب حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب ظلہ العالی

آپکا مولد خاص قصبہ دیوہ ہے جو لکھنؤ سے پورب اور اوتر کے گوشہ پر دس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے بہت عجب مردم خیز قصبہ ہے ابتدا سے یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ ہمیشہ یہان ایک نہ ایک کوئی ولی اللہ ہوتا آیا اور اکثر آدمی یہان کے ذی کمال ہوتے آئے اب اس قصبہ کی آبادی جیسی چاہئے ویسی نہین ہے مگر با اینہمہ ایسا ویران بھی نہین ہے سنہ ۱۲۳۸ھ مین آپکی ولادت ہوئی آپ کے والد ماجد جناب حضرت سید قربان علیشاہ صاحب اوس قصبہ کے رئیس اعظم تھے آپ ہی کے بزرگان دین کی حکومت اوس قصبہ پر برابر رہی آپ اولاد علیؑ اور بنی فاطمہؑ سے ہین چنانچہ اسکی کیفیت نسب نامہ سے معلوم ہوگی۔

نسب نامہ جناب حضرت امام الاولیا

بیا خامۂ نطق رنگین بیان ۔ بنام علیؑ سر کنم داستان
شہ دین و دنیا سے والا مقام ۔ علیک الصلوٰۃ علیک السلام
چہ رانم سخن در مناقب ازو ۔ کہ لرزد زبانم دم گفتگو
برآمد ازان نخل لطف و کرم ۔ سہی سرو آزاد خیر الامم
روان بخش روح روان نور عین ۔ دُرِ تاج فخر نبوت حسینؑ
برآمد ازان بحر جود و سخا ۔ سر چشمۂ فیض اہل ولا
شاہ اورنگ خلد برین ۔ امام جہان سید الساجدینؑ

شنا هم گهی برزبان نام راند
شده باقر از زین عابد عیان
از و جعفر صادق آمد پدید
شگفته دیگر زین گل افتخار
وزین گشت سرو دیگر در شهود
شده زان چو سید علی با رضا
ازان سید مهدی پیدا چو گشت
از و سید جعفر دین پناه
بفرزندیش بو محمد رسید
برآمد ازین نخل شاخ دگر
از و گشت پیدا محمد زمان
برآمد ازین گوهر شاهوار
شده سید عز دین آشکار
نوید مسرت صبا چون رساند
برآمد ازین شاه والا نژاد
وزان عبد واحد شده بیگمان
شد ازین چو سید عمر آشکار
برآمد ازان شاه سید عمر
برآمد از و سید عبد الاحد

که تا عمر در بحر پیمانه
دلیل هدایت امام جهان
گل عشرت شاه مردان دمید
بموسی کاظم شده نام دار
که با قاسم حمزه مشهور بود
گرفته جهانی ره التقا
معطر از و گشت صحرا و دشت
بگردید پیدا خداوند جاه
علی عسکری گشت از و پدید
شده با ابو القاسم آن مشتهر
بمحروق نامی شده در جهان
چو اشرف ابوطالب نامدار
بگلزار حیدر رسیده بهار
علاء الدین اعلی بزرگش بخواند
جلیل القدر سیدی عبد الاد
بگردید زو عالمی کامران
شده شاه زین عابدین فهمی وفا
دیگر مالک بحر علم و هنر
کسے کم ازان هم بالفخر

وزان گشت سید احمد شدہ جلوہ گر | نماندہ کسے غیر حق در نظر
شدہ چون کرم اللہ از وی پدید | نوید مسرت دیگر در رسید
برآمد از ان شہ سلامت علی | حق آگاہ ہستر خفی و جلی
وزان گشت قربان علی خود چشم | ربودہ ز قلب جہان درد و غم
ازین شاخ طوبی شہ لافتی | برآمد دیگر معنی ہل اتی
جناب شہ دین وارث علی | حبیب خدا فخر دور و ولی
ازان رہ کہ خواب سنہ اندرش حج | چو سرو جہان آمد از او آن
بذکرش دلم رنگ دیگر گرفت | پس از عمر بارے گل تر شگفت
بوصفش چہ رانم سخن بر زبان | کہ زیر نگین اوست جملہ جہان
ندانیم حرفے دیگر جز دعا | کہ بر من بمان سایہ افگن شہا
دمی پردہ افگن ز رخ جان جان | کہ سوزد حجاب زمین آسمان
بشر کے خفی مبتلا ایم شاہ | بفریاد رس اے شہ دین پناہ

غرض آپ کے ایام طفولیت ہی مین آپ کے مان باپ نے انتقال فرمایا پھر آپکی متکفل آپ کی جدہ مکرمہ ہوئین نہایت محبت اور شفقت سے آپکی خدمت فرمائین جب آپ پانچ برس کے ہوئے تو آپکا مکتب ہوا آپ نے پڑھنا شروع کیا مگر پڑھنا کاہے کو تھا جس خیال مین تھے اوسی خیال مین محو رہتے اوستاد اکثر کہا کرتے کہ صاحبزادے محنت نہین کرتے ہو آخر کیا نتیجہ ہوگا آپ فرماتے کہ میان صاحب مجھے تو یاد ہے چنانچہ ایکروز کا ذکر ہے کہ آپ کے معلم نے آپ سے بزجر و توبیخ آموختہ سننا چاہا آپ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ جہان سے حضرت معلم پوچھتے تھے آپ

اوسکو برابر فرماتے جاتے تھے حتی کہ جناب معلم صاحب سخت گھبرائے اور فرمانے لگے
کہ اسوقت تک لیبا لڑکا میری نظروں سے نہیں گذرا ایک درویش بزرگ جو
وہاں موجود تھے فرمانے لگے کہ میاں صاحبزادے کو کچھہ کہا کیجئے غضب ہو جائیگا
جو کہین آپ سے بے ادبی کی لڑکپن ہی سے آثار ولایت پیدا تھے جب آپ سات
برس کے ہوئے تو آپکے مزاج مین وحشت زیادہ پائی جانے لگی اکثر میدانون مین ٹہلا
کرتے اور شبکو ستارونکو دیکھا کرتے رات رات بہر اسی تماشے مین بسر فرماتے
اور جب کوئی مدینہ کا نام لیتا تو آپ نعرہ مار کر بیہوش ہو جاتے اضطراب اسدرجہ کو تھا کہ
کبھی ایک جگہہ تشریف نہیں رکہتے سو یہ حال اب بھی ہے آنکھونکی نگاہ کی کیفیت یہ تھی
کہ اگر کسی جانب بہر نظر ملاحظہ فرماتے تو لوگ بدہوش ہو جایا کرتے سو یہ کیفیت اب نہین
ہے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے جو جناب حضرت سید خادم علیشاہ عارف باللہ سے منعقد تھین
جناب شاہ صاحب سے پوچھا کہ صاحبزادے کی واقعی یہ کیا کیفیت ہے کوئی کہتا ہے
کہ جنون ہے کوئی کہتا ہے کہ جن کا بکھیڑا ہے کوئی کہتا ہے کہ عاشق مزاج ہین آخر
کیا اسکو سچ فرمائیے جناب شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہہ لڑکا ولی مادرزاد ہے ابتدا
سن مین یہ عالم ہے آیندہ دیکھئے کیا ہوتا ہے اندیشہ کی بات نہیں دسویں برس
آپکی حالت اور بھی زیادہ ہوئی جب شب و روز چلہ کشی کرنے لگے تو جناب سرا
آفتاب خدا آگاہ حضرت سید خادم علیشاہ نے آپ کو لکھنؤ طلب کیا اور آپکا
بیعت لیکر ظاہر تربیت اور تعلیم مین جیسا چاہئے کوشش فرمانے لگے نقل ہے
کہ ایک دن جناب حضرت سید خادم علیشاہ صاحب جناب اکبر شاہ صاحب کے باغات
کو تشریف لے گئے اوسوقت جناب امام الاولیا بھی آپ کے ساتھہ تھے لوگون کا

یہاں جناب اکبرشاہ کی طرف قطب الوقت ہونیکا تھا دور دور سے آدمی انکی
خدمت مین کو آتے آپ پچھم کے رہنے والے تھے اون دنون شہر لکھنو مین قریب
مسجد چوک کے مقیم تھے جو وقت نظر جناب شاہ صاحب کی جناب امام الاولیا پر
پڑی فوراً گلے لگالیا اور فرمایا کہ صاحبزادے ولی مادرزاد ہین اب کوئی ایسا
ہزار برس تک اس ملک مین پیدا نہوگا سراپا نور ہی نور ہے جو اس کالبد خاکی
مین پنہان ہے روی زمین کی ولایت اسکے ہاتھ مین ہوگی اور تمام روی زمین
اسکی اطاعت کریگی وسدنک ہے اور بھی جناب حضرت سید خادم علیشاہ صاحب توجہ
ولی مرعی فرمانے لگے جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو کل طالبون کو جناب
ونا کر تعلیم وتلقین فرمائی اور کلمہ توحید فرماتے ہوئے راہی ملک بقا ہوئے
انا للہ وانا الیہ راجعون آپ نے سنہ ۱۲۵۳ ہجری مین ۱۲ ماہ صفر کو انتقال فرمایا
آپ کا مزار لکھنو مین گولہ گنج کے متصل ہے آپ کے جنازہ کے ساتھ لاکھون آدمیون
کا ہجوم تھا علمائے فرنگی محل اور تمام اراکین سلطنت موجود تھے دیا آپ کی تجہیز
تکفین کے ساتھ ضرب توپ کی ہوئی بروز سیوم بنظر فاتحہ خوانی جب آدمی جمع
ہوئے اوسوقت داروغہ کارخانجات حضرت سلطان اودہ جو جناب غفران مآب
حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے معزز مریدون مین تھا ایک دستار جسکو
زمانہ ایک سلطنت کشتی مین لاکر لوگون کے سامنے رکھا اور حاضرین مجلس کی طرف
مخاطب ہوکر کہا کہ آپ لوگ جسکو قابل اسکے سمجھین اوسکو قائم مقام جناب علیہ الرحمۃ
کا فرمائین جناب فضیلت مآب سید سعادت علی بن سید محمود محقق بن حضرت
غوث گوالیری رضوان اللہ علیہم اوٹھے اور اوٹھکر دستار زیب سر کی

جناب امام الاولیا حضرت سید وارث علیشاہ صاحب کے فرمایا بحسب اتفاق جناب
اکبر شاہ صاحب موصوف الصدر اور جناب امید علیشاہ صاحب بھی اوس جلسہ مین
تشریف رکھتے تھے آپ بھی اوس رسم دستار بندی مین شریک ہوے اور بسم اللہ
پڑھکر دستار سر مبارک پر آپکے باندھی اسوقت سن آپ کا چودہ ۱۴ برس کا تھا آپ
نعمتون سے مالا مال ہوکر دیوے تشریف لائے چونکہ آپ کو کمال اشتیاق زیارت روضہ
مبارک نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا اور غایت درجہ کو حج کی تمنا تھی
آپ نے قصد کعبہ کا فرمایا اوسی شبکو عالم رویا مین اپنے پیر و مرشد کو دیکھا کہ
آپ سفر کی اجازت دیتے ہین پھر اوسوقت سے اور بھی شوق زیارت مدینہ و کعبہ نے
بے چین کر رکھا الغرض از تاریخ ربیع الثانی کو ۱۲۵۳ھ ہجری مین آپنے حج کا قصد
کیا پہلے روضہ شریفہ پر اپنے پیر و مرشد کے حاضر ہوئے پھر وہان سے رخصت ہوکر
تمام اعزہ و اقربا سے رخصت ہوئے اور روانہ بیت اللہ ہوئے شہر بشہر سیر و سیاحت
فرماتے قصبہ شکوہ آباد مین رونق افروز ہوئے اور ایک ہفتہ کے لئے وہان اقامت
فرما ہوئے وہان کے رہنے والے اکثر دولت بیعت و ارادت سے مشرف ہوئے
بعد ایک ہفتہ کے آپ نے آگے جانیکا قصد فرمایا پھر قصبہ فیروزآباد مین
رونق افروز ہوئے اور پھر وہان سے فتحپور سیکری پھر وہان سے ہنڈون جو ریا
ست جے پور کے متصل ہے پھر وہان سے جی پور اسیطرح قطع منازل فرماتے تشریف
لے چلے جس مقام پر آپ تشریف لیجاتے صدہا خلقت دولت بیعت سے مشرف
ہوتی جب آپ جے پور تشریف لے گئے تو والی ملک راجہ سجن سنگہ کو آپ کی
تشریف آوری کی خبر معلوم ہوئی وہ نہایت مشتاق ملازمت کا ہوا آخر

ایک دن حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ میری بھی دعوت قبول فرمائیے آپنے قبول
کیا غرض کمال تکلف سے اوس راجہ نے دعوت کی جیسے وقت اونکی بھی دولت بیعت سے
مشرف ہوئی پھر آپ بعد انقطاع منازل اجمیر شریف پہونچے بحسن اتفاق اونہی دنونکا
مین عرس جناب قطب الاقطاب خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی
علیہ الرحمۃ کا تہا آپ بھی شریک جلسہ مشایخ ہوئے جسوقت حضار بزم کیطرف
آپنے توجہ کی تمام آدمیون کے بدن مین لرزہ ہوا اور سب کے سب نالہ وزاری
کرنے لگے ایک کو خبر دوسرے کی نہ رہی دیر تک اس کیفیت مین بیہوش رہے
جب لوگونکو ہوش ہوا تو سب کے سب مبہوت تھے باصرار آپنے ایکہفتہ وہان قیام
فرمایا اوس مجمع مین مسماۃ بی بی بنت عبد اللہ سنگ تراش کی بیٹی بھی حاضر تھی وہ
آپ کے جمال باکمال کو دیکھکر بیہوش ہو گئی دوسرے روز اوسکو لوگ لیکر آئے
آپ نے اوسکی بیعت لی پھر اوس لڑکی نے ترک لباس کیا اور گھر بار چھوڑ کر ایک
حجرہ مین جہان آپ نے فروکش فرمایا تھا بیٹھی آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ بیبی
اللہ والی کے نام سے مشہور ہوئی جل جلالہ وعم نوالہ پھر یہانسے آپ تشریف لیچلے
اور رفتہ رفتہ شہر ناگپور جو دار الحکومت راجہ جودہپور ہے رونق افروز ہوئے
مولوی حسین بخش صاحب پیرزادہ رئیس ناگپور آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور کمال عجز
اور توقیر سے آپکو اپنے مکان پر لے گئے اور دعوتین کین پھر آپ بعد طے
مراحل قصبہ میرتا اور کوچڑا لا رونق افروز ہوئے یہان بھی صدہا آدمی دولت
بیعت سے مشرف ہوئے جو آپکو دیکھ پاتے بیتابانہ آپکی طرف کھنچے آتا جدھر
تشریف لیجاتے خلقت پروانہ وار جان نثار ہو جاتی اسوقت تک بھی عالم

ہو آج بھی جسکی طبیعت چاہے دیکھ لے الغرض بعد انقطاع مسافت گجرات تشریف
لے گئے پھر وہاں سے پیران پٹن اور احمد آباد تشریف ارزانی فرمایا اور دو مہینے
قیام فرما کر شہر بھکر تشریف لائے بعد زیارت مزار حضرت فرید و شاہ ابراہیم بھکری
سورت کی طرف تشریف لے گئے آخر الامر بمبئی رونق افروز ہوئے یہاں بھی بہت
سے لوگ آپکے مرید ہوئے چنانچہ میاں یعقوب خان و یوسف و زکریا سیٹھ آپ ہی کے
مریدین ان بمبئی سے بسواری جہاز کعبۃ اللہ تشریف لیچلے چلتے وقت آپ نے
کھانے پینے کی کچھ فکر نہ کی اور متوکلاً علے اللہ سوار ہو گئے تین دن تک آپ نے
کچھ کھایا پیا نہیں کہ یکایک چوتھے دن خود بخود جہاز چلنے سے رک گیا محمد تقی
نامی ناخدا نے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جہاز کچھ نقصان ہو گیا ہے اب
موت سے مفر نہیں اس خبر کے سنتے ہی لوگوں کے چہرے زرد ہو گئے جب رات آئی
تو محمد ضیاء الدین تاجر نے جناب حضرت سرور کائنات کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے
ہیں کہ تو تنہا کھاتا ہے اور ہمسایہ کی خبر نہیں لیتا فوراً وہ خواب سے بیدار ہوا اور
خیال کیا کہ اس جہاز پر کوئی ولی اللہ ہے جسکی اطلاع حضور سے ہوئی ہے آخر
اوسنے سوچکر یہہ صلاح کی کہ صبح کل اہل جہاز کی دعوت کرنی چاہیئے چنانچہ وہی کیا
اور سب کے سب کھانے میں شریک ہوئے مگر آپ تشریف نہیں لے گئے جہاں تھے
وہاں سے ایک قدم باہر نہیں رکھا جب دوسری رات آئی پھر اوسنے خواب دیکھا کہ
ارشاد ہوتا ہے کہ تو تنہا خوار ہے پس یہہ خواب دیکھتے ہی چونک پڑا اور دل
میں کہا کہ کوئی ایسا صاحب شکوہ ہے جو شریک ہونے سے عار رکھتا ہے
پس اوس تاجر نے پھر تمام اہل جہاز کی دعوت کی اور نہایت عمدہ عمدہ

کھانے پکوائے اور اپنے سامنے لوگون کو کھلوانا شروع کیا جب لوگ جمع ہو چکے
تو وہ خود تہہ خانہ کیطرف اس تلاش مین آیا کہ دیکھون اب تو کوئی باقی نہین
اتفاقاً آپ کے چہرہ اقدس پر اوسکی نظر پڑی پس دیکھتے ہی محجوب بالکمال ہوا
اور قدمون پر گر کر معذرت چاہی آپ بپاس خاطر اور بمقتضای اخلاق حمیدہ نقصے بنال
فرمائے جب تاجر اپنی جگہ پر گیا تو یکایک جہاز چلنے لگا اوس روز سے اوس تاجر کا
معمول ہو گیا کہ کوئی کھانا بغیر آپ کے نہین کھاتا آخر الامر آپ عدن پہونچے
اور وہان سے سیر و سیاحت فرماتے ۲۹ شعبان کو کعبہ شریف پہونچے تا ایام
حج کعبہ مین آپ نے تشریف رکھا بعد حج کے جب آپ نے مدینہ منورہ کا قصد کیا تو
تاجر سابق الذکر نے عرض کیا کہ مجھے بھی سعادت ہمرکابی سے محروم نہ کیجئے غرضکہ
وہ تاجر بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوا جس وقت آپ روضہ مبارک حضرت سرورکائنات
پر تشریف لے گئے تو بانداز آپنے سلام اور درود پڑھنا شروع کیا پھر اوس کے بعد
آپ کے قدمبوس ہوئے اور آپکی دعوتین کرتے تھے الغرض آپ تین برس مدینہ منورہ
مین رہے اس اثنا مین صدہا عرب آپ کے مرید ہوئے جب زیارت روضہ منورہ حضرت سرورکائنات
سے فارغ ہوئے تو آپکو تمناے زیارت نجف اشرف نے بیچین کیا پھر آپ عازم
نجف اشرف ہوئے اوس چالیس دن کی راہ کو بکمال شوق اور نہایت تمنا سے آپنے
تھوڑے ہی دنون مین طے کیا اور زیارت روضہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مشرف ہوئے
تھوڑے دن آپ نے وہان بھی تشریف رکھا پھر آپنے کربلاے معلیٰ کا قصد کیا بعد
انقطاع مسافت کربلا تشریف لائے اور زیارت روضہ منورہ جناب حسین علیہ السلام سے
مشرف ہوئے پھر آپنے مشہد مقدس کا ارادہ کیا آخر الامر وہان بھی تشریف لیگئے

زیارت روضہ منورہ حضرت امام موسی رضا علیہ السلام سے مشرف ہوئے بعد
ان سب زیارتوں کے اطراف عرب اور عجم میں برابر کیک سال سیر و سیاحت فرماتے رہے
اور ہر سال زیارت مدینہ اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوا کئے اسی درمیان میں آپ سنگلدیب
بھی تشریف لائے اور زیارت روضہ منورہ حضرت آدم علیہ السلام سے مشرف ہوکر
پھر سیر و سیاحت فرماتے ملک حبش تشریف لیگئے اور چند روز وہان تشریف رکھکر پھر
تشریف لائے پھر یہان سے شہر بشہر منزل بمنزل سیر فرماتے اندور اوجین بجنور گڑہ
ٹونک وغیرہ سیر کرتے ہوئے اجمیر تشریف لائے جہان جہان آپ تشریف لیجاتے
صدہا خلقت دولت بیعت سے مشرف ہوتی جاتی بحسب اتفاق اوندنون جو آپ
اجمیر تشریف لائے وہی زمانہ عرس کا جناب سراج العارفین خواجہ خواجگان قطب مین و
زمان خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے تھا آپ پا برہنہ جانب روضہ انور تشریف لیچلے
نعلین چرمی آپکے ہاتھ مین تھی ایک آزاد فقیر نے آواز دی کہ صاحبزادے کہان کا پہنا ہوا
ہو اور یہہ روٹی کہان سے لیتے آئے ہو آپ نے اون نعلین کو اوس فقیر کیطرف پھینک دیا
اور فرمایا کہ بھوکے ہو تو کھالو پھر اوس تاریخ سے آپ نے جوتا وغیرہ نہ پہنا اور جس روز سے
کہ آپ نے حج کے لیے اول احرام باندہا پھر کرتہ وغیرہ نہ پہنا چنانچہ اسوقت تک آپکا
لباس ایک احرام ہے جسکو تہمت کہتے ہین اوسیکو آپ باندہتے ہین اور اوڑہتے بھی
ہین القصہ آپ بعد حصول زیارت طے منازل فرماتے لکھنو تشریف لائے ایک
ہفتہ کے بعد لکھنو سے دیوا تشریف لائے اور لوگونکو دولت ملازمت باسعادت سے
منفیض اور ممتاز فرمایا تھوڑے دن تک آپ دیوے شریف رہے پھر لکھنو تشریف لے
گئے ابھی لوگونکو آپ کی ملازمت سے سیری نہوئی تھی کہ پھر آپ کا قصد حج بیت اللہ کا

ہوگیا ۱۲ تاریخ ربیع الثانی کو سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین پھر بیت اللہ روانہ ہوئے
بعد طے منازل و مراحل بمبئی رونق افروز ہوئے پھر جہاز پر سوار ہوئے جب جدہ پہونچے
تو وہان سے پیادہ پا روانہ ہوئے رفتہ رفتہ آپ مکہ معظمہ تشریف لائے
اہل مکہ معظمہ جو مدت سے مشتاق زیارت تھے سب کے سب حاضر ہوئے غرض اس دفعہ بہتیرے
لوگ آپ کے مرید ہوئے بعد حصول حج آپ بیت المقدس کیطرف روانہ ہوئے تو وہان روضہ
محترمہ حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ و حضرت سلیمان و حضرت موسیٰ
علیہم السلام کی زیارت سے مشرف ہوکے پھر واپس جب معاودت فرمائی تو زمانہ حج
کا قریب تھا پھر آپ نے حج کیا بعد حج کے آپ نے وطن کا قصد کیا سنہ ۱۲۵۹
ہجری مین سیر و سیاحت فرماتے ہوئے قصبہ دیوے تشریف لائے اسی سنہ بعد تشریف
آوری امام الاولیا کے آپکے اکثر اقربا کو آپ کی شادی کا خیال ہوا چنانچہ سید
اعظم علی صاحب نے باصرار تمام چاہا کہ اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کردین آپ نے یہ آیت پڑھی
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ
اور دوسرے دن لکھنؤ تشریف لے گئے اور وہان تھوڑے دن رہکر باتفاق ایک
دوستون کے عازم بیت اللہ ہوئے بعد طے منازل و مراحل آپ مکہ معظمہ پہونچے
بعد فراغ حج بیت اللہ آپ شامل قافلہ روم کے ہوگئے روم کیطرف تشریف لیگئے
شہر قسطنطنیہ مین پہونچکر عبد اللہ صاحب کے یہان آپ نے قیام فرمایا عبد اللہ
صاحب نے آپ کی بڑی دھوم سے دعوت کی اور آپکا مرید ہوا ایک دن کا ذکر ہے
کہ عبد اللہ صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ یا حضرت مین بادشاہ فلک بارگاہ
کا نوکر ہون اور مجھے خانہ باغ کی خدمت سپرد ہے جو متعلق مکانات سلطانی

نہایت دلچسپ وہ باغ ہے اگر آپ تشریف لیجائیں اور وہان سیر فرمائیں تو غالباً آپ
بہت خوش ہوں آپنے فرمایا اچھا چنانچہ آپ اوس خانہ باغ مین تشریف لے گئے اور سیر
فرمانے لگے ناگاہ سلطان روم یعنی سلطان عبد المجید بھی وہان تفریحاً تشریف لائے
جس وقت آپ کی نظر سلطان عبد المجید کے اوپر پڑی سلطان روم کا دل ہاتھون سے
جاتا رہا اور بے اختیار دوڑ کر آپ کے گلے مین لپٹ گئے اور بمنت بارگاہ سلطانی
مین آپ کو ساتھ لے گئے ایک ہفتہ تک مہمان رکھا اسی درمیان مین سلطان مشرف
بہ بیعت ہوئے پھر تو جوق جوق لشکر آتا جاتا تھا اور لوگ دولت بیعت سے مشرف و ممتاز
ہوتے جاتے تھے عبد اللہ حاجب کو سلطان نے اس صلہ مین کہ جناب امام الاولیا سے
ملاقات کرائی انعام اور خلعت عطا کیا القصہ تھوڑے دن بعد آپنے سلطان سے
رخصت چاہی بہزار مشکل سلطان نے رخصت کیا پھر آپ کعبۃ اللہ تشریف لائے
بعد زیارت خانہ کعبہ آپ عازم مدینہ منورہ ہوئے اثنائے راہ مین ایک درویش سے
ملاقات ہوئی جو آپکا مدتون سے منتظر تھا اوسنے آواز دی کہ بابا بہت دیر کی
ادھر آؤ آپ اوس درویش کے پاس گئے اوس فقیر نے انکے زانو سے تکیہ کیا اور
کچھ باتین راز و نیاز کی کین اور راہی ملک بقا ہوا اوسوقت سے آپ کی جذب کی
کیفیت ہوگئی پھر اوس قصبہ والونکو جہان وہ درویش تھا خبر ہوئی لوگ آئے
اور تجہیز و تکفین کرکے اپنے اپنے گھر چلدئے ہرچند لوگون نے بہت کچھ آپکو سمجھایا مگر
آپکو ہوش کہان تھا آپ کسیطرف ملتفت نہوئے اور ایک جنگل کیطرف نکل گئے
ایک سال آپ کی یہ کیفیت رہی جب آپ کو ہوش آیا تو ملک شام کیطرف تشریف لے گئے
وہان لوگون کی زبانی پیر الالم کی حقیقت سنی کہ وہان سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کوئی اسوقت تک نہین گیا ہے یہہ سب قصے سنکر آپکو بڑا اشتیاق ہوا غرض
اوسکی تلاش مین چلے اوس مقام پر جسکو بیت الالم کہتے ہین تشریف لے گئے وہان کے
عجائب اور غرائب حالات دیکہتے بہالتے اوس مقام مین پہونچے جہان عبد الرحمن سلطان
جن کا تہا اوسنے جو آپکو دیکہا تو ہیبت سے اوسکے اندام مین لرزہ پڑ گیا اور مارے
خوف کے مجال گفتگو اوسکو باقی نہرہی پہر نہایت ادب سے حاضر خدمت ہوکر دولت بیعت سے مشرف
ہوا اور ایک ہفتہ آپکو کہین جانے نہ دیا پہر آپ مکہ معظمہ تشریف لائے اور وہان سے مدینہ
منورہ تشریف لے گئے پہر ایک مدت مدید تک آپ سیر و سیاحت دیار عرب و ایران و
اطراف روس و یورپ کی فرماتے رہے اس اثنا مین اہل وطن کی حالت آپکی مفارقت
مین سخت خراب ہوئی اور پہر اونکا جب کوئی وارث نرہا تو انواع انواع مصیبت مین
لوگ گرفتار ہوتے گئے اون سب واقعات کو جو آپکی ایام ہجرت مین ہوئے اگر مفصلا
لکہون تو ایک دفتر چاہیے مختصر یہہ ہے کہ جب آپ ایک مدت تک تشریف نلائے تو
گنگا بخش چودہری ساکن و مالک موضع قاسم گنج پرگنہ دیوہ نے بعض زمینداران دیوہ کے
و مالکان قصبہ سے مخالفت پیدا کی اور طرح طرح کی فتنے اوسنے دیوہ شریف مین کیے کہ
ناچار وہان کے لوگون نے جلا وطنی اختیار کی بعض زمیندار جو اوسکے دست جفا سے
باہر نکل سکے مع خاندان اونکو نیست و نابود کردیا جب جناب حضرت امام الاولیا سفر
حجاز سے واپس تشریف لائے تو لوگون سے حقیقت اسکی معلوم ہوئی آپنے
بظاہر کچہہ ارشاد نفرمایا تہوڑے دنون بعد گنگا بخش اور اوسکا بیٹا مورد عتاب شاہ
اودہ ہوا اور بحسن تدبیر شیخ قطب الدین حسین خان رئیس لکہنو و مرزا وصی علیخان
ندیم سلطان دونون قتل کیے گئے اور کل جایداد اونکی ضبط سرکار ہوئی پہر لوگ جوق جوق

قریب جاجا کر رہتے تھے وہ پھر لوٹے تشریف آنکر لیے اور بعض بعض جو واسطے
طلب سے جا چکے تھے وہ فتحپور اور کاکوری اور لکھنؤ اور ستھرک وغیرہ مین جا کر
رہے اب آپ کے زیر سایہ عاطفت لوگ بسر کرتے ہین گویا آپ نے دیہے کو
از سر نو آباد فرمایا ہے پھر آپ نے قصد سفر کا فرمایا عقیدت مندون نے کہا کہ اگر آپ
تشریف لیجاتے ہین تو ہم لوگونکو بھی ساتھ لیجلیئے اب قدم مبارک کو آپکے چھوڑ
نہین سکتے اور درد مفارقت اوٹھا نہین سکتے آپ سخت مجبور ہوئے مگر اسوقت ایک برس
جگہہ تشریف نہین رکھتے اطراف اودہ مین برابر سیر فرمایا کرتے ہین اور کبھی دو چار
بحسب پاس خاطر اپنے عقیدت مندون کے دو ایک روز کے لیے عظیم آباد اور صوبہ بہار بھی
تشریف لاتے ہین اس اطراف مین بھی آپ کے ہزارون ہزار مرید ہین از انجملہ حاجی شیخ
محمد اسمعیل صاحب ساکن موضع لچھی آپ کے مرید ہین اور جناب میر ابرار حسین صاحب شیخپورہ
کلان اور مولوی عبد الکریم صاحب اور مولوی لطافت حسین صاحب اسی دربار کے غلام ہین اور
عقیدت مندون کی اگر تفصیل لکہین تو دفتر چاہیے ان لوگون کے خیال اور محبت سے
کبھی کبھی پورب بھی تشریف لاتے ہین اور تین دن سے زیادہ کہین تشریف نہین رکھتے
پچاس برس ایک قلم آپ برہنہ پا سیر و سیاحت فرماتے رہے اب چھ سات برس
ہوئے کہ ضعف پیران سالگی کیوجہہ سے پالکی کی سواری اختیار فرمائی ورنہ مدت العمر
کبھی پالکی گہوڑا اغیرہ وغیرہ پر سوار نہوئے ہان البتہ سفر حجاز مین جہاز اور ریل گاڑی پر
پر سوار ہوا کیے اون درویشونکو جنکو آپ نے خلعت عنایت فرمایا ہے اونکو سوا
جہاز اور ریل کے کسی دوسری سواری کی اجازت نہین [illegible] آپ کے
کہانے کی باری اگیارہ اگیارہ دن پر ہوا کرتی تھی پہر تین بیچ سات سات دن پر

ہوا کی بعد اسکے تین تین دن بعد اب کہ آپکی عمر ۹۰ برس کی ہوئی محض برائے نام کچھ
روزانہ کھالیا کرتے ہیں خوشبو سے آپکو کمال درجہ کی رغبت ہے اسوقت تک
آپکو کسی نے غافل ہوتے نہ دیکھا شب و روز بیدار رہتے ہیں علی العموم آپ
خاموش رہتے ہیں بغرض اعلان و شہرت کے کوئی بات نہیں فرماتے پلنگ چوکی کوچ کرسی
مسہری پر نہ کبھی بیٹھے اور نہ آرام فرمائے فرش میں آپ کا بستر ہے ہمیشہ زمین ہی
آرام فرماتے ہیں اور سر کے نیچے تکیہ نہیں دیتے عاشقانہ قصہ سنکر آپ بہت خوش
ہوتے ہیں اور اکثر اس عشق کے مضمون کو پڑھا بھی کرتے ہیں آپ کو کسی مذہب اور
ملت سے تعرض نہیں ہے لاکھوں آپکے ہندو مرید ہیں اور ہزاروں انگریز اور
کروڑوں مسلمان ہندوستانی افغانی عربی عجمی وغیرہ وغیرہ مرید ہیں کوئی ایسا ملک
اور شہر نہیں دیکھا جاتا ہے جہاں آپ کا کوئی مرید نہو

ابیات

اگر داری صد حجاب از عاشقان	ساختی از پردہ سازی رخ عیان
ای جمالت جلوہ فرما در ہمہ	راز تو پوشیدہ ماند در ہمہ
جامہ صد رنگ داری بر کنار	خیرہ ماند چشم ظاہر از شما
گاہ گشتی محتسب دستار بند	گاہ ناصح مشفق و گہ [illegible]
گہ مرید و پیر گشتی در جہان	گاہ مرشد واقف راز نہان
گہ چو عاشق گشتی خانہ بدوش	گہ چو زاہد لے جگر پشمینہ پوش
پس چگونہ لے تو یابم مر ترا	رحم کن اے مالک ہر دو سرا

چون بیاوردی بہشتی از عدم	مین مگردان ناامیدم از کرم
پردہ بردار از رخ زیبا دمے	کن نظر برحالت شیدا دمے
نیک دانی حال دل ای جان جان	چند باشی اینچنین دامن کشان
پس بیا تا جام وصلت برکشم	وارہم از دام وقید درد وغم

حصہ دوم در ذکر خرق عادات وکرامات

حضرت امام الاولیا کہ بااینہمہ اخفا بجلوہ ظہور آمد

نقل ہے کہ ایک دن آپ مع خادمان دریاے گھاگرہ کے کنارے تشریف لائے اور دیر تک کشتی کے انتظار مین بیٹھے رہے اتفاقاً اوس روز غلام حسین داروغہ بھی ہمراہ حاضر تھا اوس کنارہ سے کشتی آنے مین دیر ہوئی آپ نے خادمونسے فرمایا کہ چلو اوس گھاٹ سے پار ہو چلین جدہر آپ ہی پہر کسکو مجال انکار او تکرار کی تھی آپ بے تکلف مع خادمان اوس دریاے ذخار سے پار ہوگئے اور پانی زانو سے زیادہ نہوا فاعتبروا یا اولی الابصار

شعر

عاشقان را بحر و بر یکسان بود ہر دو عالم تابع فرمان بود

نقل ہے کہ آپ لکہنو مین چودہری ہدایت علی کے مکان مین ایکدن تشریف رکہتے تہے چودہری سرفراز احمد اور دیگر رؤساے شہر آپ کی قدمبوسی کو آئے تہے آپ بے تکلف لوگونسے کچھ باتین کر رہے تہے کہ ناگاہ مسٹر براون صاحب سر دفتر محکمہ کمشنری بہرایچ آپ کے سامنے سے گذرا

اوسکی آنکھین ناگاہ آپکی آنکھونسے دوچار ہوگئین پس جو وقت نظر آپکی پڑی
بیہوش ہوگیا جب افاقہ ہوا روتا ہوا آپکی قدمون پر گرا اور عرض کرنے لگا
کہ مین اپنے مذہب اور ملت سے توبہ کرتا ہون مجھے اپنا بندہ کیجئے چنانچہ وہ
دولت اسلام سے مشرف ہوا اور شرف بیعت سے ممتاز ہوا سبحان اللہ

شعر آہن کہ بپارس آشنا شد ۔ فے الفور بصورت طلا شد

نقل ہے کہ ایک عقیدتمند کو یہہ خدشہ ہوا کہ آپ ظاہری طریقہ پر نماز کیون
نہین پڑہتے اوسی شبکو اوسنے خواب مین دیکھا کہ جناب امام الاولیا مسجد بیت الحرام
مین نماز پڑہ رہے ہین اور آپ ہی پیش امام ہین اس خواب کے دیکھنے والیکو وضو نہ تھا
خواب ہی مین ادہر ادہر پانی تلاش کرنے لگا کہ اسی اثنا مین آنکھ کھل گئی دوسرے
دن بحسن اتفاق اوسی شخص کے مکان پر آپ تشریف لائے اور ہنسکر فرمایا کہ کیون
عبداللہ پانی نہین ملنے کیوجہ نماز مین شریک نہو سکے پس یہہ سنکر وہ عقیدتمند زار
زار رونے لگا اور اپنی معذرت چاہنے لگا **نقل** ہے کہ ایکدن مولوی قاسم علی ساکن
قصبہ فتح پور کو یہہ خطرہ ہوا کہ آپ پابند صلوٰۃ کے کیون نہین ہین بموقع ملنے کے اونسے
ضرور پوچھنا چاہیے اتفاقاً مولوی صاحب بضرورت عازم بلرام پور ہوے وہان
پہونچکر سخت علیل ہوئے اوسی حالت غفلت مین کیا دیکھتے ہین کہ جناب حضور تشریف
لائے ہین اور فرماتے ہین کہ مولوی مولوی اب کیون ہمیر خدشہ نہین کرتے
مرض تو کچھ بھی نہین ہے یہہ مژدہ خواب مین سنکر مولوی صاحب چونک پڑے دیکھا
تو کچھ آثار مرض باقی نہین جاتے تو علے الصباح گونڈہ روانہ ہوئے حسن اتفاق
سے اوس روز جناب حضرت امام الاولیا بھی رونق افروز قصبہ گونڈہ ہوئے

مولوی صاحب حاضر خدمت ہوکر دولت بیعت سے مشرف ہوئے
نقل ہے کہ آپکے مریدون مین سے ایک شخص تھا جسکے لڑکے بالے زندہ نہین رہتے تھے
اتفاقاً آپ ایکروز اوس شخص کے مکان پر تشریف لے گئے بعد الکلام آپ نے فرمایا کہ
جسکے لڑکے بالے زندہ نہین رہتے ہون اوسکو چاہیے کہ وقت پیدایش کے اوس بچہ کو
ہنڈول سے صاف کردے پہر وہ لڑکا نہین مرتا چنانچہ اوس مرید نے ویسا ہی کیا وہ
لڑکا اب تک زندہ ہے۔ نقل ہے کہ ایک شخص اطراف کا مرید آپکا سفر مین
آپکے ساتھ تھا جب آپکا قصد دوسری جگہہ جانیکا ہوا تو اوس نے رو کے کہا کہ میان
ہم اگر گھر جائین تو بہتر ہے آپ نے ہنسکر فرمایا اچھا جاؤ غالباً وہ اوس مقام
تک نہین پہونچا کہ راہی ملک عدم ہوا نقل ہے کہ ایکدن آپ ردولی شریف رونق
افروز ہوئے اور جناب قاضی مظہر الحق کے مکان مین فروکش ہوئے جسوقت عورتین
زیارت کو آئین پردہ ہوگیا اوسوقت ایک عورت نے رو کر کہا کہ یا حضرت سب لوگ
ہم پر طعنہ کرتے ہین کہ تمہارے پیران کیسے ہین کہ نماز نہین پڑہتے ہین یا حضرت ہم
اونکا کیا جواب دین آپ نے فرمایا کہ ادہر آؤ جسوقت وہ عورت آپکے قریب گئی
آپ نے اپنا ہاتہہ اوسکے سر پر رکہہ دیا اوس عورت نے دیکھا کہ جناب امام الاولیا
خانہ کعبہ مین بیٹھے ہین یہہ ماجرا دیکھکر بیہوش ہوگئی اسوقت تک وہ عورت
زندہ ہے مخبوط الحواس ہے کوئی بات پوچھے تو جواب معقول نہین دیتی اور
جناب حضور کی محبت درجہ جان نثار ہے نقل ہے کہ ایک مقام پر آپ
زنانہ مکان مین تشریف رکہتے تہے اور عورتین حاضر خدمت تہین کہ یکبارگی آدہی
رات کے عورتین چلّا اوٹہین کہ ہاے میان ہاے سب لوگ دوڑ پڑے

لوگون نے پوچھا کہ کیا ہوا تو اوس عورت نے صاف صاف کہہ دیا کہ آپ کے
ہاتھہ پاؤن سب علیحدہ علیحدہ ہو گئے تھے مین نے سمجھا کہ کسی نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
جس وقت اوس عورت نے اس راز کو کہدیا اوسکے دو تین ہی دن بعد اوسنے قضا کی
نقل ہے کہ ایک دن آپ رودولی تشریف رکھتے تھے اور زنانہ مکان مین آپ
ٹھہرے ہوئے تھے کہ یکایک چوٹیان آنے لگین یہانتک کثرت ہوئی کہ چھت اور
فرش اور دیوارین مکان کی چوٹھون سے بھر گیئن عورتین گھبرا اوٹھین اور رو کر
عرض کرنے لگین کہ میان چوٹھون سے پناہ نہین ہے آپ نے ہنسکر فرمایا کہ کہان ہین
باور کیجئے کہ ایک منٹ مین سب چوٹیان غائب ہو گیئن اب اوسکے بعد ایک قسم کی
چڑیا جسکو شاما کہتے ہین آنی شروع ہوئین ہزارون آکر آپ کے بدن مبارک پر گرنے
لگین اور اسطرح سے چہکنے لگین کہ جسکی حد نہین ہے حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ یہہ کیا ماجرا
ہے آپ ہنسکر ٹالدئے پھر ایک چڑیا بھی نہ تھی اللہ قادر علی ما یشاء نقل ہے
کہ ایک شخص نے بہت سے لال پال رکھے تھے اور کمال شوق کیوجہ سے اوس پنجرے
مین ایسی معقول تدبیر بنا رکھی تھی کہ جب دوسرے لال آئین تو پھر اوس پنجرے سے
نکل نسکین آپ اندرون مکان تشریف رکھتے تھے ایک دن دوپہر کو استنجا کے
لئے باہر تشریف لائے اون سب لالونکو آپ نے بغور ملاحظہ فرمایا اور اوپر سے
جو ایک بانس کی بلندی پر پنجرا تھا نیچے اوتارا اور اوتارکر اوسکو پانی پلانا
شروع کیا دوسرے وہ شخص اس تماشے کو دیکھہ رہا تھا بعد سیرابی کے اوس
قفس کی تیلی کو آپ نے نکالدیا بس ایکبارگی وہ ڈیڑہ سو لال پھر سے اوڑ گئے
اوس شخص نے آپ سے کہا کہ میان یہہ آپ نے کیا کیا ساری محنت میری

رایگان ہوگئی آپ نے فرمایا کہ ابھی دور تو نہین گئے مین چاہو لیجیو اوسنے
عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہین اب تو وہ سب کہین دور جا چکے آپ نے پلٹ کر
فرمایا کہ تمنے کیا کہا اتنی ہی دیر مین وہ لال سب پلٹ پڑے اور آپ کے تمام جسم
مبارک مین آکر لپٹ گئے آپ بار بار فرماتے تھے کہ لو اب پکڑو اوس شخص نے کہا
کہ جب آپ آزاد کر چکے تو پھر مین کیون قید کرون جل شانہ کیا عالم آپکا ہے اب اوس
شخص کی خوش نصیبی دیکھیے کہ آپ نے اوسکو بہت عنایت فرمایا اور خطاب شاہ فرخ
کا عطا کیا مولف کو اوس سے بہت کچھہ نیاز حاصل ہے جناب موصوف کمال عنایت
فرماتے ہین نقل ہے کہ کچھن سنگہ نامی ابھوت جگرناتھہ جی کو گیا وہان جو
مندر کے اندر گیا کہ جناب امام الاولیا کو اوسنے اندر سے نکلتے دیکھا اور دس بارہ آدمی
جو اسکے ساتھہ تھے اون لوگون نے بھی دیکھا وہان سے واپس آکر حاضر خدمت ہوا
اور عرض کیا کہ اے کاش مجھے پہلے ہی معلوم ہوگیا ہوتا تو ہم کسلیے جگرناتھہ جی کے
ہوتے یہین بیٹھے درشن کر لیا کرتے آپ نے فرمایا سمجھا کہ ہم نہونگے کوئی دوسرا ہماری
شکل کا ہوگا اوسنے کہا کہ بابا ہمنے خوب بچار کر دیکھا تھا اور ہمارے دس بارہ
آدمیون نے اور بھی دیکھا ہے آپ ہنس پڑے اور فرمایا کہ اچھا اب جگرناتھہ جی نا ہی
وہ شخص آپ کا مرید ہوگیا اور بُت پرستی سے اوسنے توبہ کی فذلک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم نقل ہے کہ ایک مرید آپکا کمال
شوق زیارت مین مستغرق چلا آتا تھا اتفاقاً اوس راہ مین غریب کو دریا
وہ بیچارہ سخت گھبرایا کہ اب بچاؤ کیا کرون کوئی کشتی بھی نہین کہ پار ہو تو
اسی سوچ مین تھا کہ ایک شخص کے پکارنے کی آواز آئی وہ بیچارہ

اوس آواز پر چلا تو ایک بارہ برس کے لڑکے کو دیکھا اوس لڑکے نے کہا کہ آؤ میں آپکو
اسطرف سے میرے ساتھ پار اتر چلو یہہ راہ کسیکو معلوم نہیں ہے جہاں تک
پہنچنی بات ہے اوس غریب نے اوس لڑکے کے پیچھے پیچھے راہ پکڑی غرض وہ دریا پار ہو گیا
پہر وہ لڑکا نظر سے غائب ہو گیا جب وہ مشرف ملازمت ہوا تو آپ نے اوسکی کیفیت پوچھی
وہ بیان ہی کرنے چاہتا تہا کہ آپ نے فرمایا کہ کہو وہ لڑکا کتنا چالاک تہا یہہ سنکر وہ
خاموش ہو گیا اور بیساختہ اوسنے عرض کیا کہ حضور ہی تہے آپ ہنسکر چپ ہو رہے
نقل ہے کہ ایک سائل نے آپ سے سوال کیا کہ یا حضرت مجھے کعبہ کے لیے بہیجو میرے
پاس زاد راہ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ جاؤ امیروں سے سوال کرو اوسنے تمام
تین مہینہ تک آپکا ساتھ نہ چھوڑا الاخر آپ نے رخصت کیا چلتے وقت جو آپنے مصافحہ
کیا تو اوسکے ہاتھ میں پچاس اشرفیاں آپنے دیں وہ سائل نہایت خوش ہوا
اور حالت خوشی میں آکر یہہ کیفیت اوسنے سبہوں سے کہدیا جب آپنے سنا تو ہنسکر
اور باتیں فرمانے لگے نقل ہے کہ دلوے جب آپ تشریف لاتے ہیں تو
آپ معروف شاہ کے مکان میں تشریف رکہتے ہیں قبل اسکے جس مکان میں آپ فرود
ہوا کرتے تہے اوسکی دیوار ایام برشکال کی وجہ سے شق ہو گئی تہی جب آپ سیر و
سیاحت کو تشریف لے چلے تو آپنے معروف شاہ سے فرمایا کہ اب اس مکان کو توڑ کر
بنیا بنوا ڈالو مگر خبردار اسکے لیے قرض ورض نہ لینا موصوف الیہ نے متوکلاً
لگا دیا اوسی شبکو خواب میں دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اوس بلندی کو کہودو
چنانچہ خواب ہی میں جو اوس بلندی کو کہود ڈالا تو ایک سفید بوریا میں نکلا اسکے نیچے میں
خواب سے معروف شاہ بیدار ہوئے علی الصباح اوس موقع پر جا کر کہودو

کہا کہ ہان اسجگہ کہودو چنانچہ ویسا ہی مزدورون نے کیا واقعی ایک بدہنا نکلا
جو روپیوں سے بھرا تہا پہر تو خاصی طرح سے وہ مکان تیار ہوگیا اسوقت تک
اگیارہ روپیے رکھے ہوئے ہین خدا جانے کسلئے آپ نے رکھوایا ہے اسکا حال
کسیکو معلوم نہین نقل ہے کہ آپ کا مرید ایک جن تہا جسکو ہفتہ بعد ایک سبوچہ
شربت اور کچہ روٹیان ملتی تہین وہ ایک مکان کے اندر رہا کرتا تہا قضا کا
ایک چور آپڑا اوس جن نے اوسکی ٹانگ پکڑ کر چہت کو اوٹھا شہتیر کے نیچے دبا
کر چہوڑ دیا اوس چور نے چلانا شروع کیا لوگ اوسکی آواز سنکر دوڑے اور
پہونچے دیکہتے کیا ہین کہ اوس آدمی کی ٹانگ چہت کے نیچے دبی ہے اب ہزار فکر
لوگ کرتے ہین مگر اوسکا پاؤن نکلتا نظر نہین آتا اوس کوٹہری سے آواز
آئی کہ خبردار اب چوری نکرنا پہر اوس جن نے اوسکو اوتار دیا آپ کی خدمت مین اکثر
جن حاضر ہوا کرتے ہین ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا حضرت ہمنے جن کو نہین
دیکہا ہے آپنے فرمایا کہ گہبراؤگے تو نہین اوسنے عرض کیا مولا آپکے سامنے
کیون ڈرنے لگا آپنے پکارا بس ایک مرد نہایت خوبصورت آکر قدمبوس ہوا
اور تہوڑی دیر بعد وہ غائب ہوگیا اسیطرح آپنے ایک دن ایک شخص سے
فرمایا کہ ڈروگے تو نہین شیر آتا ہے اوسنے کہا نہین مولا پہر یکایک پندرہ ہاتہہ
کا شیر پیدا ہوا جسکے دیکہنے سے دل انسان کا کانپ اوٹہے تہوڑی دیر بعد اوسنے
آپکے جسد اطہر کو چاٹا پہر غائب ہوگیا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کی کہٹیا کے
نیچے ایک پلہ کتے کا پڑا سوتا تہا ایک شخص نے کہا کہ یا حضرت یہ کیا نجس العین
کو آپ لیے ہوئے ہین آپ چپ رہے جب وہ حضرت تشریف لیچلے اوس کتے کے

تیلے سے آدمی ہوکر حملہ کیا وہ بیچارے یہ ماجرا دیکھکر بیہوش ہوکر گر پڑے
پھر وہ جن غائب ہوگیا آپ ہنسکر چپ ہورہے **نقل** ہے کہ مقام چندرگڈہ مین
ایک خاکروب حاضر ہوا جو مجذوم تھا غایت ارادت کیوجہ سے زور زور سے
رو رو کر یہ کہتا تہا کہ میان اب میرا کون ہاتھہ پکڑے گا سب کے مولا اور وارث
تو آپ ٹھہرے مجھہ ناچیز کو کون پوچھتا ہے دو دن تک برابر رویا کیا جب آپ نے
دیکھا کہ اب کمال درجہ کو اسکی حالت پہونچی آپ نے فرمایا دیکھہ تجھے آنکھون سے
مرید کرتا ہون مجھے خوب سا دیکھہ چلبشانہ دیکھتا تہا کہ اوس عارضہ ناپاک سے اوسکو
پوری صحت ہوئی اور حالت شوق و ذوق مین ایسا مستغرق ہوا کہ پھر سوا آپکے ان
کچھہ اوسکو دھیان نہ رہا **نقل** ہے کہ مقام گدیہ مین ایک شخص کا لڑکا مرا تہا
آپ اوسی کے مکان کیطرف ہوکر تشریف لیجانے لگے وہ عقیدت آگین عورتین
اوس مردہ بچہ کو آپ کے قدمون پر لاکر رکھدیا آپ نے فرمایا کہ یہہ نیند سے [illegible] اوٹھنے
مین وہ لڑکا رونے لگا ماں باپ اوسکے کمال خوشی مین آپ کے فدا ہونے لگے
نقل ہے کہ ایک طالب نے جناب حضرت شاہ [illegible] قلندر کے مزار پر چلہ
کشی کی مطلب اوسکا یہ تھا کہ ہمنے مرشد اب کیون نہین ملتے ایک شب کو بشارت
ہوئی کہ اولیا بخش حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب کے خدمت مین حاضر ہو
وہان تیرا مقصد پورا ہوگا چنانچہ وہ طالب آپ کیخدمت مین حاضر ہوا آپنے دیکھتے
فرمایا کہ افیون کھایا کرو اوسنے کہا کہ حضرت افیون جان کا سامنا ہے آپنے فرمایا
یہی وجہ ہے جو اپنے مطلب کو نہین پاتے ہو یہہ سنکر وہ طالب زار زار رونے لگا
آپنے ہاتھہ پکڑ کر فرمایا کہ دیکھو تو یہہ کسکا ہاتھہ ہے اوسنے اپنے پیر و مرشد کا ہو

ہاتھہ دیکھا تو بے چین ہو کر بوسہ دینے لگا اور بار بار آنکھوں سے لگانے لگا پھر آپ نے
فرمایا کہ آنکھیں بند کرو اوسنے آنکھیں بند کیں پھر جو اوسکا مطلب تھا پورا ہوا اور فوراً
رخصت کر دیا گیا سبحان اللہ والحمد للہ۔ نقل ہے کہ ایک طالب علم نے
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اوسنے یہہ سوال کیا کہ یا حضرت مجھے صراط مستقیم دکھا دیجئے
آپ نے سکوت فرمایا پھر اوسنے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ کل آجانا وہ بموجب ارشاد بوقت صبح حاضر
ہوا آپ نے ایک تسمہ اوٹھا کر اوسکو دیا پس جسوقت اوس عرب کی نظر آپ کے
چہرہ مبارک پر پڑی فوراً وہ بیہوش ہو کر زمین پر گرا اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا
جب افاقہ ہوا کہنے لگا بھائی تسمہ تہمت عاشقی بہت مفید ہوا افسوس کہ اوسکی حیات نے وفا نکی
تھوڑے ہی دن بعد اوسنے قضا کیا۔ نقل ہے کہ ایک انگریز آپ کی ملاقات کو حاضر ہوا
آپ کا رخ انور دیکھتے ہی قدموں پر گرا اور ترک لباس کیا اور مسلمان ہوا آپ نے اوسکو تسمہ
عنایت کیا اور اوسکا نام عبداللہ شاہ رکھا افسوس کہ اوسنے بھی جلد قضا کیا
نقل ہے کہ ایک مرید نے آپ کی دعوت کی اوسوقت آپ کے ساتھہ دو چار سو
آدمی تھے اوسنے اوسی اندازے سے کھانا پکایا تھا لیکن اوس دیار میں جو آپ کے
تشریف آوری کی لوگوں کو خبر معلوم ہوئی لوگ آنے شروع ہوئے قریب ہزار آدمی کے
جمع ہوگئے وہ بیچارہ غریب نہایت پریشان ہوا آپ نے بلا کر فرمایا کہ
جو کچھ تمنے پکایا ہے میرے سامنے لے آؤ بموجب ارشاد عالی اوسنے کھانا
سامنے لا کر رکھا آپ نے اپنے ہاتھوں سے روٹیاں تقسیم کرنا شروع کیں
سب کے سب کھا کر سیر ہوئے اور جسقدر اوس غریب نے پکایا تھا
سلم بچ رہا الحمد للہ وشکرہ۔ نقل ہے کہ ایک سائل نے آکر یہہ سوال کیا

کہ مجھے بیت اللہ کسیطرحسے پہونچوا دیجیے پہلے تو بہت ٹالا جب اوسنے نمانا
تو آپ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ خبردار جو مین کہون اوسکے خلاف نکرنا اوسنے عرض
کیا ہرگز خلاف نہوگا آپ نے فرمایا کہ ایک دن کی خوراک کے اندازسے جس
درخت کی جڑ کو کہودیگے ملجایا کریگا پہر کسی سے سوال نکرنا روزانہ منزل بمنزل
اسیطرح درخت کی جڑ کو کہودنا اور اپنا زاد سفر پانا اور برابر چلے جانا غرضکہ
وہ بموجب ارشاد عالی عازم بیت اللہ ہوا روزانہ جس درخت کی جڑ کو کہودتا تہا ایک
دن کا خرچہ اوسکو ملجایا کرتا تہا اسیطرح سے اوسنے طے منازل کی اور حج بیت اللہ
سے فارغ ہوا پہر جب واپس ہوا تو بدستور سابق طے مراحل کرتا ہوا وطن آیا لوگون
نے پوچہا کہ اس غربت مین کیونکر تم بیت اللہ گئے اوسنے سب ماجرا بیان کیا
اللہ قادر علی ما یشاء و ہو عزیز الحکیم نقل ہے کہ ایک ہندو آپکا
معتقد تہا غایت جوش ارادت و محبت سے حضور مین جب حاضر ہوتا تو یہی
کہتا کہ حضرت اب اسقدر پردہ کی کیا ضرورت ہے کہلے بندون آپکی غلامی
مین آجاؤن تو بہتر ہے آپ نے فرمایا جلدی نکرو جسطرح تم اپنے لوگون کے
ساتہہ رہتے ہو رہو مضایقہ نہین مگر ہان بت پرستی چہوڑ دو وہ ہندو بموجب
ارشاد عالی بت پرستی سے باز آیا مگر وقتاً فوقتاً جو اپنے لوگون کو اس
اور ضلالت مین دیکہتا تو برملا بول اوٹہتا کہ اس پتہر کے پوجنے سے کیا [illegible]
ہوگا ارے یارو اوسکو پوجو جسنے اس پتہر کو پیدا کیا ہے جسنے اوسکی قوم
اور برادری کے آدمی تہے اوس سے عاجز تہے یہانتک کہ سبہون نے ملکر
کی کہ ایسے شخص کی یہان بیاہ شادی نہین کرنا چاہیے اور کہانا پینا تو اوسکے

ترک کر دینا چاہیے اسکے مذہب کا کچھ ٹھیکانا نہین غرض کہ سب کے سب ایک دل
ہوکر اس پر راضی ہو گئے اوس ہندو کی ایک لڑکی تھی برادری والون نے کہا
کہ اس لڑکی کی تو کچھ خطا نہین ہے بیاہ کرکے رخصتی کرا دیجئے اور جہان تک ہو سکے
جلدی اسکی کوشش ہونی چاہیے مبادا کہ آئندہ چلکر یہہ لڑکی بھی لامذہب
ہوجاوے الغرض اوسکی شادی درپیش ہوئی برادری والے سب اکھٹے ہو گئے
خود بھی وہ ہندو اہل مقدور تھا اور اب جہان سے برات اوسکی لڑکی کی آئی
وہ بھی امیر کبیر آدمی تھا مختصر یہہ کہ برات آئی اور لوگ جمع ہوئے اوس ہندو نے کمال
تکلف سے کہانے کا انتظام کیا اور جناب حضرت امام الاولیا کو بھی دعوت کی
تکلیف دی اور اکثر امور مین لوگون کے خلاف ہوجانے سے اطلاع دی آپ نے
فرمایا کچھ مضائقہ نہین تمکو رضا و تسلیم کے خلاف نہین کرنا چاہیے جس وقت کھانا
چنا گیا اور برادری والونکو اوسنے اطلاع دی سبھون نے انکار کیا اور کہا کہ
ہم لامذہب کے یہان نہین کھاتے ہین اتفاقاً جناب حضرت سراج العارفین
بھی تشریف لے گئے جسوقت لوگون کی نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی جے کرشن
جے کرشن کہکر سب کے سب آپ کے قدمون پر گرے اور کہنے لگے کہ گوسائین
آپ نے کہان تکلیف کیا آپ نے فرمایا کہ تم لوگون کی جہان دعوت ہوئی
میری بھی دعوت ہے سب کے سب آپ کے ساتھ ہوئے پہلے حضرت نے کہانا
نوش جان فرمایا بعد اوسکے کل آدمیون نے کہانا کھایا ا[illegible] سبکو سمجہایا
گفتگو باقی نرہی کل متحیر ہوگئے اور آپکی محبت ان لوگون کے دلون
مین جگہہ کرگئی نئے تکلف اسکے بعد لوگون نے کھانا کھایا اور خوشی خوشی سرا

رخصت ہوئی نقل ہے کہ ایک دن جناب حضرت تاج الاولیا سیر و سیاحت فرماتے
مقام سنبھل مراد آباد رونق افروز ہوئے جناب مولانا فضل الرحمن کہ وہ
بھی کاملین زمانہ سے تہیں اور عالم باعمل میں جناب حضور اونکی ملاقات کو تشریف لیگئے
جسوقت مولانا سے ملاقات ہوئی مولانا نے کمال غلو شریعت سے بے خوف و خطر
یہہ فرمایا کہ آپ کیا کہتے ہیں اوس شخص کو جو متعمداً نماز ترک کرے حالانکہ حدیث میں ہے
من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر و ازین قبیل بہت سی احادیث اور آیتیں مولانا نے
پڑہیں اور غایت تعصب غلو ہی سے حد تہذیب سے گذر گئے بہت سی باتیں نامناسب
آپ کی شان میں کہہ گئے آپ نے مولانا کی باتوں کا تو کچھہ جواب نہ دیا مگر ہاتھہ پکڑ کر
ایک کوٹھری میں تشریف لے گئے تہوڑی دیر بعد جو دونوں بزرگ باہر نکلے تو مولانا
زار زار روتے ہوئے باہر آئے پھر آپ نے رخصت چاہی اور دوسری جگہہ حسب
معمول سیر و سیاحت کو تشریف لے گئے اب مولانا کے مریدوں نے پوچھنا شروع
کیا کہ یا حضرت آخر ماجرا کیا تہا چنانچہ مولوی محمد عمر بلند شہری جو مولانا کے ممتاز مریدوں
میں ہیں اونہوں نے باصرار تمام عرض کیا کہ ماجرا کیا ہے مولانا نے فرمایا کہ کیا
کہوں جناب حضرت امام الاولیا اپنے ساتھہ مجھے کعبہ لے گئے اور وہاں نماز پڑہائی
اور جو میری منزل تہی وہ مجھے دکھا دی اور جو کچھہ نسبت ہمنے کیا تہا اوسے
بھی دکھا دیا سو خبردار کوئی شخص خلاف شان حضرت کے کوئی بات نہ کہے ورنہ
اوسکی عاقبت بخیر نہوگی مولف اوس جلسہ میں حاضر تہا جسوقت عظیم آباد میں قلعے
پیر جناب شاہ نور اللہ صاحب خلیفہ سلیمان چشتی علیہ الرحمۃ و جناب شاہ فضل اللہ
صاحب خلیفہ اخوند صاحب سوات بنیری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو مولوی سید

شرف الدین صاحب بیرسٹر و منشی منظور احمدی اور بھی دو تین بزرگ تشریف
لے گئے تھے اور مولوی ابو النصر محمد عمر صاحب بلند شہری بھی حسب الاتفاق تشریف
لائے تھے اوسوقت سبھون کے سامنے کسی صحبت پر نور اللہ شاہ نے مولوی
صاحب سے کہا کہ ہان مولوی صاحب اوس سرگذشت کو فرمائیے جو مولانا اور حضرت
امام الاولیا سے ہوئی تھی مولوی صاحب نے بکم و کاست ارشاد فرمایا اوس جلسہ کی
کیا کیفیت لکھون کہ حاضرین بزم کا کیا عالم تھا او سپر یہہ طرہ کہ نور اللہ شاہ لحن
اسکو گا رہے تھے ہو ہنا وارث علی وارث علی کہولدے دل کی کلی وارث علی
وارث علی - کیا کہون کہ اسکے گانے سے کیا قیامت ہو رہی تھی نقل ہے کہ ایک
دفعہ پھر جو مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب حضرت امام الاولیا سے ملاقات ہوئی
تو ایک دوسرے مولوی صاحب بھی مولانا کے ساتھ تھے ایسی کیفیت دونون صاحبون
پر طاری ہوئی کہ نماز مغرب قضا ہو گئی جب مولانا کو خیال آیا تو آپ نے شکر فرمایا کہ
اسکا گناہ میرے ذمہ قضا پڑہ لیجیگا مولانا روتے ہوے رخصت ہوئے نقل ہے
کہ جب آپ دوسری دفعہ بیت اللہ تشریف لے گئے تو آپکو بیت المقدس جانیکا اتفاق
ہوا وہان سے امام الاولیا بمعیت مولوی عارف علی جونپوری سیر و سیاحت کرتے ہوئے
ملک روس پہونچے وہان بھی اکثر آدمی دولت بیعت سے مشرف ہوے حاکم روس
کی لڑکی آپکے جمال باکمال کو دیکھکر بیہوش ہو گئی اور آخر وہ بھی مرید ہوئی
اور یہہ حسب ارشاد عالی موضع محمدیہ مین جہان اہل اسلام رہتے تھے جا کر بیٹھ گئی
اور طاعت رب العزت مین مشغول ہوئی سبحان اللہ بحمدہ نقل ہے کہ تیسری
مرتبہ آپ جب حج بیت اللہ کو تشریف لیچلے تو مولوی احمد اللہ صاحب بھی

آپ کے ساتھ ہوئے آپ پیادہ پا سیر کرتے لاہور پہونچے صبح کے وقت اوس مسجد مین جہان فروکش تھے مولوی صاحب نے آذان کہی پس آذان سنتے ہی لوگون نے مسجد کا محاصرہ کر لیا اور راجہ رنجیت سنگہ کو اسکی خبر دیگئی وہ بھی ہاتھی پر سوار ہوکر آئے انہون نے حکم دیا کہ سبکو گرفتار کر لو بس اتنا حکم کرنا تھا کہ حضرت مخدوم الاولیا نے چشم گرم سے راجہ کیطرف دیکھا اسطرح کی ہیبت اوسپر طاری ہوئی جسکا جواب نہین عرض کرنیلگا کہ ہرگز کوئی گزند ان مسلمانون کو نہ پہونچیگا آپ قصور معاف فرمائین غرض آپ مع ہمراہیان بیت اللہ شریف تشریف لے گئے اسوقت تک لاہور مین آپکے نام کی دوہائی پڑتی ہے اور یہہ رسم آذان کی اوسی دن سے وہان مسلمانون مین جاری ہے اب کسی قسم کی مخاصمت ہنود کو مسلمانون کے ساتھہ لاہور مین نہین ہے نقل ہے کہ آپ کعبہ کے اندر ایک دن حالت ذوق و شوق مین غزل لحن کے ساتھہ پڑہ رہے تھے کہ ایک عربی آیا اور اوسنے کہا کہ یہہ کیسی بے ادبی ہے کہ حرم محترم مین ترنم کرتے ہو اور خدا کے گہر مین گاتے ہو آپنے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو مگر مین تجہسے پوچھتا ہون کہ کوئی ایسی جگہہ بتاؤ کہ جہان خدا نہو اب مین جاکر گاؤن جسوقت آپ نے یہہ فرمایا اوس عربی کے ہوش جاتے رہے تمام کپڑے پہاڑ ڈالے اور مجذوب ہوگیا نقل ہے کہ ایام غدر مین باغیون نے ایک موضع کو آکر لوٹنا شروع کیا اور اس بستی مین آپکے مریدان ذی دول رہتے تھے جسوقت آپ قریب اوس موضع کے تشریف لے گئے غارتگرون نے آپس ہی مین تلوار چلانا شروع کردیا اسقدر کشت و خون ہوا کہ کشتون کے پشتے لگ گئے ناچار افسران بلوہ

پردازوں نے آن کر آپ سے معذرت چاہی اور کہا کہ جہاں گوشیاں خود شیرازین
وہاں کسکی مجال ہے کہ ایک تنکا کوئی کسیکا لے سکے آپ بشکر فرمانے لگے کہ
مین تو تماشا دیکھنے آیا تہا آخر وہ لوگ لوٹ گئے پھر اور معظم معروف شاہ ناقل
ہین کہ جسوقت مین حسب الحکم اوس مکان مین جہان عورات پردہ نشین تہین واسطے
تسلی و تشفی کو گیا ہزاروں جسم بے سر مکان کے اندر تڑپ رہے تھے اور خون کا
ایک دریا بہا ہوا تھا اہل مکان کی آبرو بچ گئی اور ناحق اندیشونکا خون تہہ تیغ
بیدریغ ہوا سچ ہے **اشعار** اولیا اطفال حق اند ای پسر
غایبی و حاضری بس باخبر اولیا را ہست قدرت از اِلٰہ
تیر جستہ باز آرندش ز راہ **نقل** ہے کہ دو عربی حاضر خدمت ہوئے
اور عرض کیا کہ امسال آپ حج کو جب تشریف لے گئے تھے تو زیارت نصیب
ہوئی تھی اور یہہ شخص جو ہمراہ ہے اوسی زمانہ مین مرید بھی ہوا تھا لوگون نے
کہا کہ جناب حضور بہت زمانہ سے حج کو تشریف نہین لے گئے ہین اوس عربی نے
کہا کہ واللہ امسال آپکو خانہ کعبہ مین دیکھا ہے آپ نے بشکر فرمایا کہ کوئی دوسرا
آدمی ہوگا یہہ فرما کر اون دونون کو رخصت کیا وہ لوگ نہایت مسرور بداعی
ملک عرب ہوئے **نقل** ہے کہ ایک طالب کسی ملک سے آیا جسکے پاس اس
مضمون کا خط تہا ہو ہذا جناب حضرت صمدیت اولیا بخش سیدنا وارث علی شاہ
صاحب حامل ہذا بذریعہ عرضی حاضر خدمت ہوتا ہے والتسلیم اس خط کو ملاحظہ
فرما کر ارشاد عالی ہوا کہ اچھا جاؤ اگر محبت ہے تو لاکھہ ہزار کوس بھی نزدیک
ہے واللہ اعلم اسمین کیا رمز تہا جو صاحب تشریف لائے تھے اونہون نے

اسیقدر کہا کہ ایک قطب الوقت کا یہہ حال تھا کیا خوب کسی نے کہا ہے شعر

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراما کاتبین را ہم خبر نیست

یہ ہے اسرار خداوندی ہے کسکی مجال ہے کہ واقف ہو جب تک اوسکی صحبت
کامل شامل حال نہو نقل ہے کہ ایک دن آپ سیر و سیاحت فرماتے کسی جنگل میں
تشریف لے گئے اور اپنے خادموں سے آپنے فرمایا کہ شیر برنج تیار کرو اون کو
اسلئے عرض کیا کہ بہت خوب مگر یہہ خادمونکو سخت پریشانی ہوئی کہ اس
جنگل میں تو کوئی چیز ملتی نہیں کہاں سے اسکا سامان کیا جاویگا بستی بھی کوئی
اس جنگل کے قریب نہیں ہے کہ جہاں جاکر بندوبست ہو مجبور خادموں نے لکڑیاں
توڑکر کسیطرح روشن کرکے ایک ہانڈیا جو اون لوگوں کے ساتھہ تھا اوسپر رکھدیا
تھوڑی دیر بعد آپنے فرمایا کہ شیر برنج پکاتے ہو کہ نہیں اون سبھوں نے عرض کیا
کہ جب حضور فرماتے ہیں تو پکاتے ہیں آپ ہنس پڑے اور کچھہ نفرمائے تھوڑی
دیر ہوئی تھی کہ ایک عورت دودھ چاول شکر لیے ہوئے حاضر ہوئی خادموں
نے ایک شیر برنج تیار کیا بعد اسکے آپنے فرمایا کہ کباب بھی بنالو تب تو یہہ لوگ سخت
گھبرائے اور آپس میں کہنے لگے کہ گوشت کا سامان کیونکر کیا جاوے مگر جو صاحب
ایقان تھے وہ کہنے لگے کہ گھبرانے کی کون سی بات ہے دیکھو تو کہ شیر برنج
کس سہولت سے تیار ہو گیا اسیطرح اوس کباب کا بھی سامان ہو جاویگا آپس میں
یہہ باتیں ہوہی رہیں تھیں کہ آپنے ایک خادم سے فرمایا کہ جاؤ اس جنگل میں ایک تالاب
ہے جسمیں بہت سے آبی جانور ہیں دو چار پکڑ لاؤ چنانچہ ایک خادم
اوسکی تلاش میں گیا اور تالاب پر پہونچکر چار مرغابیاں پکڑ لیں

لیتا آیا پھر کباب اور شیر برنج لوگون نے خوب کھایا سبحان اللہ بحمدہ ۔
نقل ہے کہ جناب الاولیا فتح پور تشریف رکھتے تھے اور بندہ عظیم آباد سے
بغرض حصول زیارت حاضر خدمت ہوا اور بھی چند آدمی عظیم آباد کے آپ کے
مریدون مین سے اوسوقت حاضر خدمت تھے کہ ایک شخص نے ذکر کیا
کہ ایک جوڑا جنگلی چپکو کا آیا ہے آپ نے فرمایا کہ کیا تم مین سے کوئی پالیگا ہم مین
ہم مین سے ایک شخص نے کہا ہان حضرت آپ نے فرمایا کہ جاکر پکڑ لاؤ چپکا ہے
وہ صاحب جنکو اجازت ہوئی تھی گئے اور پکڑ لائے وہ چپکو نہ کھاتے تھے
نہ اوڑتا آپ نے دیکھکر فرمایا کہ یہہ پہلے آگ کھاتا تھا اب یہان کھانا
نقل ہے کہ ایک سانپ بلاناغہ شب کو آپ کے بدن مبارک مین لپٹ کر تسبیح
کرتا تھا ایک دن ایک خادم نے یہہ ماجرا دیکھا اوسنے کہا کہ اسکو مار ڈالنا چاہیے
آپ نے اوس سانپ کو پکڑ کر ایک خادم کو دیا کہ اسکو جنگل مین چھوڑ آؤ وہ
بموجب ارشاد اوس سانپ کو جنگل مین چھوڑ آیا نقل ہے کہ ایک مرید
آپ کا جسکو آپ سے نہایت عنایت کی تھی ایکدن حاضر خدمت ہوا چلتے وقت
آپ نے ایک تھان کپڑے کا اوسکو دیدیا اور کچھ نہ فرمایا ایک مدت بعد اوس
مرید نے انتقال کیا اور وہی کپڑا اوسکے کفن مین کام آیا جب سے
عقیدتمندون نے سمجھ لیا کہ جس فقیر کو آپ سے تھان ملیگا وہ مہمان
ہفتہ دو ہفتے کا سمجھا جائیگا چنانچہ ایک دوسرے صاحب کا بھی
حال ہوا اوسوقت برادرم سید علی رشید عظیم آبادی حاضر تھے آپ نے
اوس فقیر کو بھی ایک تھان کپڑے کا عطا کیا عقیدتمندون نے

سمجھا کہ اب زمانہ انکی کوچ کا بھی قریب آگیا سب کے سب اوس روز غسل سے
ملے اتفاقاً اوسوقت ایک شخص مالیدہ لیکر حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ ابھی
پڑھا دو چنانچہ فاتحہ مالیدہ اوسکو دیدیا گیا پھر وہ رخصت ہوکر تشریف لیگئے
معلوم ہوا کہ اونھون نے بھی انتقال کیا نقل ہے کہ گورکھپور میں مولوی [illegible]
صاحب کے مکان پر جناب حضرت رونق افروز ہوئے لیکن مولوی صاحب
بسبب شاید درد نقرس کے حاضر خدمت نہوسکے جب بیقراری حد سے گذری
تو مولوی صاحب نے کہا کہ مجھے کسیطرح جناب حضور میں پہونچا دو غرضکہ
چار آدمیون کی معاونت اور استعانت سے جناب مولوی صاحب کو پہونچے
جہان جناب حضور تشریف رکھتے تھے آئے اور قدمبوس ہوکر زار زار رونے لگے
اور یہہ عرض کرنے لگے کہ یہہ میری خوبی قسمت کی بات ہے کہ جناب حضور
میرے مکان پر تشریف لائین اور مین اپنی بیماری کیوجہ سے حاضر خدمت
نہوسکون آپنے فرمایا مولوی مولوی تم تو اچھے ہو یہہ فرمانا تھا کہ مولوی
اچھے ہوگئے پھر تو پچاسون بار کوٹھی پر آیا جایا کئے یہہ واقعہ چشم دید برادرم
مولوی شرف الدین احمد پیر [illegible] کا ہے نقل ہے کہ ایک طالب امتحاناً
کوئی چیز ہاتھہ مین چھپائے حاضر ہوا کہ اگر اسکو سمجھ جائین تو مین مرید ہونگا
وہ حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ فلان چیز جو لیے ہوئے ہو اوسے دیدو آیندہ تمہین اختیار
ہے مرید ہو کہ نہو فقیرون سے دل لگی اچھی نہین بس یہہ فرمانا تھا کہ وہ طالب قدمون پر
گر کر رونے لگا آخر وہ مرید ہوا جل شانہ کیا خوش قسمت آدمی تھا نقل ہے
کہ ایک [illegible] بیمار کا علاج ہوگیا آپ اوسی شدت مین پلنگ پر سوار [illegible]

کو ناگاہ ایک پولیس نے دیکھا تو حسب ہدایت قانون حفظان صحت آپ کو اوسنے کہا
کہ آپ اوتر جائیں آپ بیمار ہیں آپ نے ہنسکر فرمایا کہ ہم بیمار نہیں ہیں تو بیمار ہے یہ آپکا فرمانا
تھا کہ بیمار کی کل کیفیتیں جاتی رہیں آپ نے خادموں سے فرمایا کہ دیکھو اب تو ہم بیمار نہیں ہیں
اب اس پولیس کا حال سنیے کہ ابھی اندر گاڑی سے پلیٹ فارم پر بھی آیا تہا کہ دوسرے مسافر
سے کسی بات پر لڑائی شروع ہو گئی اور اسطرح وہ نوبت پہنچی کہ وہاں بٹی کہ خدا تیری پناہ وہ سپاہی
سپاہی زمین پر گرا ناک پھوٹ گئی اور اوسکی ٹوٹ گئی مسافر بیچارہ پکڑ کر کھینچنے لگا کہ پہر اچھو تو
کر کھٹکاے جاتا تہا لوگ جمع ہو گئے اسٹیشن ماسٹر نے اوسپر مقدمہ قایم کر کے فوراً اوسکی
جیل بھیجی ہیں وہ اب کیا آپ نے خادموں سے ہنسکر فرمایا کہ چلو کام ہو گیا اتنے میں گاڑی کہل گئی
سچ ہے بزرگان دین کے بے ادبی نہیں کرنا چاہیے ورنہ انسان بھی آفت میں گرفتار ہو جاتا ہے
شعر از خدا خواہیم توفیق ادب ✽ بے ادب محروم ماند از فضل رب اصل ہے کہ آپ نے تہوڑے دنوں
تک دودھ اور سوڈا کا کھانا معمول فرمایا تھا اور بہت بہائی کریم محمد صاحب کو جنکا لقب معروف شاہ
ہو وہی لگی تہی ممدوح الیہ سب دستور صبح و شام دودھ اور سوڈا لیکر حاضر خدمت ہوا کرتے ایک
شب کا واقعہ ہے کہ حسب معمول دودھ لئے جاتے تھے کہ صدر دروازہ جس مکان میں آپ
تشریف رکھتے تھے ایک بڑے سانپ کا دیکھا جب قریب اوسکے گئے تو دیکھا اتنا بڑا ہو گیا کہ وہ
اگلے پاؤں اوسنے اوپر کی چوکھٹ پر رکھے اور پچھلے دونوں پاؤں نیچے کی چوکھٹ پر رکھکر
سیدھا کھڑا ہو گیا کیفیت دیکھکر ممدوح الیہ نہایت پریشان ہوئے اندر مکان سے آپ نے فرمایا کہ چلے آؤ
ڈرو نہیں پھر تو ممدوح الیہ ڈر کر اوسکے بدن کو کتراتے اندر مکان میں چلے گئے پہر سانپ بھی
معلوم نہیں کہاں غائب ہو گیا اور ممدوح الیہ کے پیچھے پیچھے چلا جب ممدوح الیہ جناب حضور میں حاضر
ہوئے عرض کیا آپ نے دیکھا یا اوہم نہیں سمجھا تہا آپ نے فرمایا کہ وہ کتا کہاں ممدوح الیہ نے

عرض کیا کہ یہہ کیا بیٹھا ہوتی آپ نے فرمایا کہ وہ ہانڈی جسمین شیرینی ہے لاؤ جب شیرینی آئی تو آپ نے اوس
سکینے کے سامنے رکھدی کتا شیرینی ہانڈی سے نکال نکال کر کھاتا تھا کیفیت دیکھکر وہ بھی متحیر و فقیر شاہ
گھبرائے حضرت نے فرمایا کہ تمھارے مکان مین رہتا ہے اسکے کھانے
کی تم کچھ خبر نہین لیتے ہو کیک مرتبہ اسنے حاضر ہوکر شکایت کی ہے آپ
اسکا خیال ضرور رکھنا چنانچہ اسوقت تک اوس حکم کی تعمیل ہوا کرتی ہے آپ کے
ہزارون جن مرید ہین بعض بعض جن بھائیو نسے لوگون کو ملاقات ہوئی ہے
نقل ہے کہ ایک بزرگ پاک پٹن سے بنظر حصول ملازمت حاضر خدمت
خادمون نے اون سے کہا کہ اسوقت موقع قدمبوسی کا نہین ہے ابھی آپ
لیکن اونہین کب صبر تھا بے چین ہو ہو کر کہتے کہ بھائی کوئی جاکر اطلاع
اتنے مین جناب حضور سے طلبی ہوئی وہ حاضر خدمت ہوئے اور قدمبوس ہوکر
علیحدہ خاموش بیٹھے آپ نے فرمایا کہ بیاض لے آؤ خادمون نے بیاض حاضر کیا
آپ نے اوس بیاض سے دو چار شعر پڑھکر سنایا وہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ آج
بتیس ۳۲ برس پر یہہ نعمت ملی ہے عالم رویا مین یہ آواز سنی تھی آج اوس خواب
کی تصدیق ہوئی آپ نے فرمایا **شعر** ندارم ذوق رندی نہ خیال پارسائی
مرا دیوانہ خود کن بہر رنگیکہ میدانی ؎ یہہ سنکر وہی الیکیفیت ہو گئی پھر آپ نے
اونکو رخصت کیا اور فرمایا کہ اگر مجھے تو ہم تمھارے ساتھ ہین تم مجھے یاد رکھو
گے تو مین بھی تمہین یاد رکھونگا نقل ہے کہ ایک جگہہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے رونق
افروز ہوئے صاحب خانہ کے یہان ایک مولوی صاحب متعصب تھے
آپ کی مخالفت مین لوگون سے تقریر کیا کرتے اتفاقا جناب حضور ان

دوسرے معتقد کے یہان تشریف لیجانے لگے اوسوقت بہت سے آدمی
آپکے ساتھ تھے مولوی صاحب بھی بنظر تماشا دریچہ سے سر باہر نکالکر
دیکھنے لگے ناگاہ آپکی نظر مولوی صاحب پر جا پڑی نظر پڑتے ہی مولوی صاحب
جامہ سے باہر ہوگئے نہایت جوش مین آکر کپڑے پھاڑ ڈالے اور قدمون پر آگر کر
اور آخر مرید ہوگئے اور ترک دنیا کر بیٹھے سبحان اللہ تعالے ہو یعلم السر
والاخفی وھو علی کل شئ قدیر نقل ہے کہ جناب امام الاولیا ایک
دن چندرگڈھ مین غسل فرما رہے تھے کہ یکایک درمیان غسل کے آپنے
فرمایا کہ جلدی پانی لاؤ اوس عجلت مین آپ نے دو تین لوٹے اپنے بدن
مبارک پر جلدی جلدی اونڈیل دیے اور فوراً کوٹھے پر جہان وتر تے پہنچے
چلے گئے اور دروازے کوٹھری کے بند کر دیے تھوڑی دیر بعد حجام
خانہ کو طلب فرمایا وہ حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا کہ سر کپڑون سے
پونچھ دو جسوقت وہ سر کپڑون سے پونچھنے لگے تو اونکی نظر آپ کے شانون
پر جا پڑی دیکھا کہ دونون شانون مین دو سوراخ ہین جن سے خون جاری ہے
رو کر عرض کیا کہ یا حضرت یہہ کیا ہے آپ نے شانون پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ کیا
ہوا اتنے مین وہ زخم غائب ہوگیا نہین معلوم کہ کیا ہوا تھا نقل ہے کہ ایک مرید
آپکے عبدالرزاق شاہ نامی کمال جوش مین آکر افشائے راز کرنے لگے آپنے فرمایا
کہ چپ رہو اوس دن سے شاہ صاحب دم تک چپ رہے ایک زمانہ تک
باڑہ مین جناب بہادر علیخان صاحب خان بہادر کے مکان مین مقیم رہے وہین اونکا
انتقال بھی کیا لوگون کا بیان ہے کہ جب قریب وقت اونکے انتقال کا آیا

تو لوگون کو اشارہ سے کہا کہ ہمین تنہا چھوڑ دو جب سب آدمی اوٹھ گئے تو اپنی
ملک اچھا ہوئے ۔ **نقل** ہے کہ ایک مرید آپ کا دور سے آپ کی ملازمت
کو حاضر ہوا اوسنے عرض کی کہ اب تو مین یہان سے نجاؤنگا مگر ہان ایک شرط ہے
کہ آپ ہر وقت میرے ساتھہ رہین آپ نے تبسم فرمایا کہ اچھا جاؤ اب اوس مرید کی
تھوڑی دیر بعد یہہ حالت ہوئی کہ کسی جگہہ ٹھہر نہین سکتا اور پکار پکار کر کہتا کہ
حضرت امام الاولیا ساتھہ ہین کیونکر بیٹھون اور کیونکر سوؤن حضور سامنے
کھڑے ہین آخر یہہ عالم ہوا کہ غریب پیشاب پاخانہ سے مجبور ہوگیا جب اوسکی
حالت ردی ہوئی تو لوگون نے جا کر عرض کیا آپ متبسم ہو کر فرمائے کہ اوسکو
سامنے لاؤ جب تک اوسکو سامنے لائین وہ ہوش مین ہوگیا پھر وہ رخصت
کر دیا گیا ۔ **نقل** ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا امام الاولیا مجھے کچھ بتادیجے
کہ مین اوسکو پڑھا کرون آپ نے ایک چیز بتادی تیسرے دن وہ روتا حاضر ہوا
آپ نے فرمایا کہ تمھاری قسمت مین نہین ہے جب رخصت کر دیا گیا تو لوگون نے
پوچھا کہ بات کیا تھی اوسنے کہا کہ مجھے حضرت نے ایک دعا بتائی تھی مین نے
اوسکو پڑھنا شروع کیا دو تین مرتبہ پڑھا ہوگا دیکھتا کیا ہون کہ میرا دہنا ہاتھ
میرے جسم سے علحدہ ہوگیا اور بائین بازو کی بھی یہی کیفیت ہو چلی یہہ دیکھکر میرا
گھبرا اوٹھا اور پڑھنا چھوڑ دیا پھر دوسری شبکو جو پڑھنا شروع کیا تو کوئی
کیفیت نہوئی آپ نے پانچ دفعہ پڑھنے کو فرمایا تھا مین نے اوسکو سیکڑون
دفعہ پڑھا مگر کچھہ نہوا آج حاضر ہوا تو آپ نے یون فرمایا سچ ہے جسکی قسمت
مین ہوتا ہے اوسکا ویسا ہی سامان ہوتا ہے ۔ **نقل** ہے کہ جناب حضور

سیر و سیاحت فرماتے ایک بستی مین تشریف لے گئے اور ایک مرید کے مکان
مین فرود ہوئے تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا کہ یہان نہ رہونگا وہ غریب جسکے
مکان مین آپ تشریف رکہتے تھے سخت پریشان ہوا پھر آپ نے فوراً دوسری
جگہہ جانیکا قصد فرمایا اوس بستی سے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جو بستی تھی وہان
تشریف لیچلے راستہ مین ایک باغ ملا وہان جاکر آپ نے استراحت فرمائی اتنے
مین ایک شخص قبیح المنظر حاضر خدمت ہوا خدا جانے کیا باتین ہوئین آپ نے
فرمایا کہ لوٹ چلو پھر آپ اوسی شخص کے مکان پر تشریف لے گئے جسکے یہان
آپ تشریف لائے تھے اوسوقت مغرب کا وقت تھا تھوڑی دیر بعد آپ نے کھانا
طلب کیا اور فرمایا کہ فلان شخص جو اس بستی مین رہتا ہے اوسکو جلدی بلا لاؤ لوگ دوڑے
اور اوسکو بلا کر لے آئے وہ بھی آپ کا مرید تھا آپ نے فرمایا کہ تو کھانا ہمارے ساتھہ
کھا مگر جسوقت چراغ گل ہوجاے فوراً کھانا چھوڑ دینا مختصر یہ کہ دو چار ہی لقمے
کے بعد چراغ گل ہوگیا آپ نے فرمایا کہ اسکے جوتے کو کہین دفن کر دو اور اب
چراغ روشن کرو خادمون نے بموجب ارشاد چراغ روشن کیا اور اوسکے جوتے
کو مدفون کرنے کے لیے لیچلے گاڑتے وقت لوگون نے دیکھا تو بالکل پیالے
مین خون تھا جب مدفون کرکے آئے تو لوگون نے حضرت سے پوچھا کہ ماجرا کیا
تھا آپ تبسم ہو کر فرمانے ع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت -
پھر آپ دوسری جگہہ تشریف لیگئے نقل ہے کہ ایک ولایتی مولوی صاحب
آپ کے خلاف مین باتین کیا کرتے اور اکثر مریدون کو آپ کے بہکایا
کرتے ماشاء اللہ مولوی صاحب کا علم اچھا تھا اور تقریر بھی ایسی پاکیزہ

تھی کہ خواہ مخواہ اونکو دام تزویر مین لوگ آجایا کرتے رفتہ رفتہ جناب حضور کو لوگون
نے آکر کہا کہ ایک ولایتی مولوی آپ کی خلاف شان باتین کیا کرتے ہین اور
آپکو برا بھلا کہتے ہین آپ متبسم ہوکر چپ رہے اتفاقاً آپ وہان تشریف لے گئے جہان
مولوی صاحب تشریف رکھتے تھے جناب مولوی صاحب کے ساتھہ دو چار مستعد طلبا
بھی رہا کرتے تھے احیاناً مولوی صاحب اوسی راستہ ہوکر گذرے جس جگہہ جناب ابا الاولیا
تشریف رکھتے تھے لوگون نے کہا کہ یا حضرت وہی مولوی صاحب مع طلبا جا رہے
ہین آپ نے سر اوٹھا کر دیکھہ لیا دیکھنا تھا کہ مولویصاحب کی حالت خراب
ہوئی وہانسے جیون تیون عمامہ اور جبہ سنبھالے تشریف لائے مگر جب جناب حضور
کے قریب آئے تو فرط اشتیاق اور جوش مین پگڑی سر سے اوتار آپکے قدمون
پر گر پڑے اور فوراً توبہ کی اور مرید ہو گئے بعد ازان طلبا نے کہا کہ اے آپ
جو ہونا تہا سو ہوا اب کس خیال مین بیٹھے ہین مولویصاحب نے کہا کہ یا ہم
لوگ گھر جاؤ کہدینا کہ ایک ہندی نے مار ڈالا وہ لوگ تو واپس لوٹ گئے اور
مولوی صاحب نے اپنے کل کپڑے پھاڑ کے پرزے پرزے کر ڈالے آپ نے
اونکو تہہ بند عنایت کیا اور ولایتی شاہ اونکا نام رکھا ایک زمانہ تک
اونکو سیر و سیاحت کا حکم ہوا بعد اوسکے دہلی مین رہنے کی اجازت ہوئی
ولایتی شاہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب وجد اونکو ہوتا تو ہفتہ ہفتہ دن
ہوش مین نہین رہتے تھے اب اونکی کیفیت معلوم نہین کہ کہان ہین جب
لوگ پوچھتے ہین تو آپ فرماتے ہین کہ کہین ہونگے الغرض آپکی بہت سی نقلین
جنکا شمار نہین ہے آج بہی جمن بی بی نامی ایک عورت دیوسے ہین

آپ کے حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کے مزار پر بیٹھی ہین جسکا دل چاہے دیکھ لے
جب سے آپ نے فرمایا کہ چمن اب بیٹھ جاؤ اس وقت تک پھر وہانسے نہ اوٹھین
حالانکہ اونکے ہاتھہ پاؤن سب صحیح ہین مولف نے اکو اون سے نیاز ہے مین نے
پوچھا تھا کہ بی چمن کیون اوٹھتی نہین ہو کہنے لگین کہ میان کیونکر اوٹھون
لاکھون من کا بوجہہ ہے جس سے اوٹھہ نہین سکتی متوکلا علے اللہ بیٹھی ہین جناب
مستقیم شاہ کا اتنا زمانہ نہین گذرا ہے یہہ ایک شریف خاندان کی لڑکی دستگیر
آپ کی عنایت سے اس رتبہ کو پہونچین کہ انکی قبر پر چادر چڑھتی ہین آپ کی
عاشق تہین شادی بیاہ کچھہ نہین کیا کم سنی مین تہمت پوش ہوئین اور ساری عمر
متوکل علے اللہ بیٹھی عبادت مین مشغول رہاکین پانچ چھہ برس کا زمانہ ہوا کہ اونہون نے
انتقال فرمایا انکی قبر قبضہ پور مین ہے احمد شاہ جنکا پہلا نام واحد علیخان تہا ہمہ
ہادی علیخان صاحب رئیس بربہنگہ کے صاحبزادے ہین اللہ انکو زندہ رکھے
آپ نے بہی ترک دنیا کیا جناب امام الاولیا نے انکو بہی بہت عنایت فرمایا ہے
قابل ملاقات آدمی ہین معروف شاہ جنکا پہلا نام سید کرم احمد تھا اوسی
قصبہ دیوے کے رہنے والے ہین اور وہان کے رئیسون مین ہین جناب حضرت
امام الاولیا کی عنایت سے اونہون نے بہی ترک دنیا کیا حضرت نے اونکو
بہی بہت عطا کی ہے کیا ذی اخلاق اور اہل بیت شخص ہین کہ سبحان اللہ
خداوند کریم نے ہر طرحکی لیاقت اور قابلیت بخشی ہے مولف سے
کمال الفت رکہتے ہین ابتدا ایام طفولیت سے آج تک جناب معروف شاہ
گویا حضرت ہی کی خدمت مین رہے اونکی کیفیت قابل دید ہے

مولف کتاب ہذا اوسی سرکار دو الاشبار کا بندہ ہے جسکا لقب حاجی الحرمین
حضرت سید وارث علی شاہ امام الاولیا سے ہے پہلا نام میرا
حکیم سید مبارک حسین تھا جب سے کہ حضرت امام الاولیا نے بہت عنایت
فرمایا ہے سید عبد الاوشاہ کے نام سے پکارا جاتا ہون مکان ہمارا موضع شاہ بگہ
ضلع گیا مین ہے — ۱۴ شوال سنہ ۱۳[illegible] ہجری مین جبکہ میری
غالباً ۲۳ برس کی عمر ہوگی مجھے بہت تمنا ہوئی مجھے بیعت مولانا سید فخر الدین
احمد المعروف بحکیم ابو شاہ نقشبندی الہ آبادی علیہ الرحمۃ سے تھی مین جب بغرض
تحصیل و تکمیل فن طبابت الہ آباد گیا تھا اور انہین دنون میری تعلیم بطریقہ نقشبندیہ
ہوئی تھی مین نے طبابت بھی جناب مولانا علیہ الرحمۃ ہی سے پڑھی تھی جب تک
مولانا زندہ رہے برابر خدمت مین حاضر رہا کیا جب مولانا علیہ الرحمۃ نے
انتقال فرمایا تو نا مساعدت روزگار سے بنظر اجرائے مطلب پٹنہ رہنے کا
اتفاق ہوا اختلاف اشراف آدمیوں کی صحبت نے مجھے بیکار کر دیا چند سے اپنے
معمولات سے دور ہو گیا اوسی زمانہ مین جناب حضرت امام الاولیا عظیم آباد
تشریف لائے اور مولوی سید فضل امام خان بہادر کے مکان پر فروکش ہوئے
ساکنان موضع بیورہ آپ کے بڑے معتقد ہین اور اکثر ونکو آپ سے بیعت ہے
چنانچہ مولوی سید شرف الدین بیرسٹر اور مولوی عبد الحمید صاحب وکیل اور مولوی
نصیر الدین ڈپٹی مجسٹریٹ و منشی محمد اسمعیل صاحب آپ ہی کے مرید ہین چونکہ ان لوگون
مولف کی عزیزداری ہے لوگ مجبور ہوکر مجھے وہان لے گئے جہان جناب
امام الاولیا تشریف رکھتے تھے جسوقت قدمبوسی کو حاضر ہوا جناب حکیم

یعقوب صاحب خیرآبادی نے جو ہم لوگون کے دوستون مین ہین یون ذکر
کیا کہ حکیم سید مبارک حسین صاحب جو حاضر خدمت ہین بڑے سیاح ہین بغداد وغیرہ
تمام سیر کر آئے ہین حضور نے مجھسے انکی کیفیت پوچھی اور بغداد شریف اور کربلائے
معلی اور نجف اشرف کا حال دریافت فرمایا جہانتک میرا علم تھا عرض کیا پھر آپنے
رخصت کیا رخصت کرتے وقت غایت محبت سے پیٹھ ٹھونکی اور فرمایا کہ حکیم جی
جسطرح سوالف اور کاسنی یاد رکھتے ہو مجھے بھی یاد رکھنا مین بھی تمہین یاد رکھونگا
الاخر جناب حضور تشریف لیگئے اور مین بدستور اپنے معمولات سے
دور اوسی مطب کے پیچھے تین برس پڑا رہا اسی درمیان مین مجھے کلکتہ جانیکا اتفاق
ہوا اکثر عزیزان ہمارے اون دنون وہان رہتے تھے ایک عزیز نے مجھسے
کہا کہ بھائی یہان ایک درویش رہتے ہین اونسے ضرور ملیے چونکہ میرے وہ
ہم مذاق تھے مین سمجھ گیا اور اون بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا دیکھتے ہی
شاہ صاحب نے فرمایا شعر گر نبودے ذات حق اندر وجود
آب و گل را کے ملک کردے سجود پھر مجھسے پوچھا کہ آخر مین نے عرض
کیا ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا پھر اون سے مذاق کی
باتین ہوا کین رخصت ہوتے وقت شاہ صاحب نے فرمایا کہ تمنے
بہت دیر کی پھر تلک جا رات کو جہان مین ٹھہرا ہوا تھا اپنے بھائیون کے
ساتھ کھانا کھاکر سو رہا خواب مین دیکھتا کیا ہون کہ وہی شاہ صاحب
مجھے جگا رہے ہین خواب سے جو چونکا تو دیکھا کہ شاہ صاحب موجود
مین محض خواب و خیال سمجھ کر سو رہا پھر بدستور موصوف الیہ کو جگاتے دیکھا

اسیطرح تین بار یہہ کیفیت ہوئی صبح ایک دوست کو لیکر جناب موصوف کے
خدمت مین حاضر ہوا دیکہتے ہی فرمائے کہ رات تو خوب سوئے مین نے
کہا مہمان نوازی خوب کی پہر جناب موصوف نے یہہ کہکر رخصت فرمایا
کہ تلاش کرو مین رخصت ہوکر عظیم آباد آیا جب سے وحشت دل کی زیادہ ہوگئی
اکثر گہبراکر دریا کی طرف شبکو نکل جاتا اور کبہی اپنے ہم مذاق دوستون
کی خدمتون مین جایا کرتا ایک دن بزرگان دین کا جو اس زمانہ مین موجود تہا
ذکر آیا مین نے کہا کہ میرا قصد مصمم ہے کہ ان بزرگون سے ملون غرض دل مین یہہ
بات تہی ہی کہ اوسی دن روانہ پٹنہ ہوا مختصر یہہ کہ بارہ بنکی اوترا اور دیوہ
شریف پہونچا وہان معلوم ہوا کہ حضرت امام الاولیا سہالی تشریف لے گئے
ہین اوسی وقت وہان گیا دیوے سے تین کوس پر وہ بستی ہے غرض جب وقت
قدمبوسی کو حاضر ہوا آپ متبسم ہوکر فرمائے کہ آ گئے اچہا جاؤ مزے کرو مین نے
کچھ مطلب اس کہنے کا نہ سمجہا جہان اور سب آدمی تہے وہان آکر بیٹہا یہان جو جو
اہل ریاضت فقرا آپ کے تہے اونکی کیفیت دریافت کرکے اور بہی وحشت ہوئی
پہر طلبی ہوئی مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا جاؤ جاؤ یہان دوئی کا گذر نہین ہے
تم تو مرید ہو چکے ہو جاؤ اوسی کو کرو مین نے دل مین کہا کہ خیر یہہ اپنی قسمت
کی بات ہے یہان نہی اور جگہہ سہی مگر جو سوال کہون خاطر سے اوسکا جب تک
جواب نملیگا سمجہاؤنگا پہر آپ نے طلب فرمایا اور دو تین بات اونکا جواب دیا اور فرمایا
اچہا جاؤ مقصود تمہارا عظیم آباد آؤنگا تو تمہین ملونگا یا بلا لونگا مین رخصت ہوا اور
لکہنو اور کانپور ہوتا ہوا الہ آباد آیا یہان جتنے فقرا اس زمانہ کے تہے [illegible]

مین سبھے ملاقات ہوئی بالاتفاق سبھون نے کہا کہ گھبراتا نہین پاے استقلال
سے نگذرنا غرض جناب مولانا سید فخر الدین صاحب علیہ الرحمۃ کے مکان پر آیا اور
جناب مولوی مسیح الدین احمد صاحب سے جو جناب مولانا کے صاحبزادے ہین
ملاقات کی جناب موصوف کو مجھسے دلی ربط ہے کمال درجہ کی عنایت فرمانے لگے
مین مین نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ جب سے مولانا علیہ الرحمۃ نے انتقال
فرمایا کیا کہون کہ میری کیا حالت ہوئی اب دستگیری آپ کیجیے بعض آدمیون
کی رای ہوئی کہ مولوی فضل الرحمن صاحب مرادآبادی کے یہان رجوع کرون لیکن
جناب مولوی مسیح الدین صاحب نے فرمایا کہ کیا تمپر نظر جناب امام الاولیا حضرت
سید وارث علی شاہ صاحب کی تو نہین پڑی مین نے عرض کیا کہ وہین سے بھیجے
ہوتا ہوا حاضر ہوتا ہون مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب اس زمانہ مین کون او
نکے برابر ہے بہت مناسب جہان تک تمھارا ہو کوشش کرو دو یک روز رہکر
سید سے عظیم آباد چلا آیا بعد ہفتہ عشرہ کے جناب امام الاولیا عظیم آباد
تشریف لائے مین حاضر خدمت ہوا فرمایا کہ جاؤ اب جب مین جاؤن تو
آپ برابر یہی فرمائین کہ جاؤ جاؤ آخر ایک ساقی نامہ لکھکر پیش کیا آپ خوش
ہوکر فرمائے کہ تو ازلی شاعر ہے پھر آپ نے فرمایا کہ ایک ہولی کہہ لا چنانچہ
مین نے ہولی عرض کی آپ نے خوش ہوکر فرمایا کہ حکیم جی ہولی بازہم مین نے عرض
کیا بسم اللہ غرض و تین روز رہکر آپ سیوان تشریف لے گئے مین بھی ساتھ
ہوا جس وقت مین سیوان پر آیا دل کی اور ہی کیفیت ہوگئی کیا کہون کہ اس
وقت کیا عنایت اور رحمت مجھپر ہوئی دیکھا سو دیکھا سونا سو سونا اس وقت سے

دل مین ایک فریفتگی کی کیفیت پیدا ہوئی پھر آپ گورکھپور تشریف لیجانے
لگے جو جو آدمی ساتھ سیوان تک آئے تھے رخصت کر دئے گئے مولوی سید
شرف الدین صاحب بیرسٹر اور دو ایک آدمی آپ کے ساتھ گورکھپور گئے
مین بھی ساتھ ہوا غرض گورکھپور مین شب کے وقت دوسری کیفیت گذری
اوسے کیا لکھون جل جلالہ وعم نوالہ اب گورکھپور سے ہم لوگ رخصت کر دئے گئے
اور جناب حضرت تشریف لے گئے رخصت ہوتے وقت آپ نے مجھے فرمایا کہ
ایک مثنوی لکھنا چنانچہ وہ مثنوی لکھکر دو تین مہینے بعد حاضر خدمت
بابرکت ہوا ایکی فتح پور مین ملازمت ہوئی آپ بہت خوش ہوئے
اور فرمایا کہ اچھا ایک شجرہ عربی مین لکھ لاجسکا وزن قصیدہ غوثیہ کا ہو
آپکی برکت سے وہ خدمت بھی بجا لایا دیوے پہونچکر رخصت کر دیا گیا
اسدفعہ کوئی نئی بات نہین ہوئی جب مین عظیم آباد واپس آیا تو دلکو کمال
انتشار رہنے لگا۔ آخر دوسری مثنوی فارسی مین مولانا روم علیہ الرحمۃ
کے طرز پر لکھنے کا اتفاق ہوا اوس مین جو کچھ لکھا ہے اپنا واقعہ ہے
غرض ایک شب کا ذکر ہے کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ مجھے زرد رنگ کا کفن
لوگ پہناتے ہین مین نے اون لوگون سے خواب مین کہا کہ یہہ کیا ماجرا ہے
کہ زندگانی مین کیون کفن پہناتے ہو اسی اثنا مین کیا دیکھتا ہون کہ بہت سے
آدمی جنازہ لئے جاتے ہین مین نے پوچھا کسکا جنازہ ہے یہان تک مجھے یاد
نہین آتا کہ لوگون نے اوس خواب مین کیا جواب دیا مگر اتنا کہہ سکتا ہون
کہ آواز آئی پانی لاؤ پانی لاؤ مین جلدی سے پانی لیکر حاضر ہوا دیکھتا ہون

تو اپنا ہی جنازہ ہے یہہ خواب دیکہکر نہایت تشویش ہوئی جب مثنوی جانے ختم ہوئی تو پہر حاضر خدمت ہوا آپکی دیوے مین ملازمت نصیب ہوئی آپ مثنوی ملاخطہ فرماکر بہت خوش ہوئے اتفاقاً اوس شجرہ عربیہ کو جسے مین نے لکہا تہا آپ خود میرے سامنے پڑہنے لگے اوسوقت دل قابو سے جاتا رہا اور بکمال گریہ وزاری ہوئی آپ نے گلے لگایا اور فرمایا کہ تم تو حسینی ہو تمھارے دادا نے جب گردن دی تہی تو یہ نعمت پائی تہی تمسے کیا اخفا ہی یہہ آپکا فرمانا تہا کہ مین نے تہمت کی تیاری کی اور ہمراہ جناب معروف شاہ اور پیشطیر شاہ ومولوی بشارت حسین کے تہمت لیکر حاضر خدمت ہوا آپنے اپنا ملبوسی تہمت جو زرد رنگ کا تہا مجہے عنایت کیا اور فرمایا کہ لو یہی کفن ہے پہنلو اوسوقت اوس خواب کی تصدیق ہوئی مین نے تہمت باندہی اور ترک لباس دنیا کیا جب آپ تہمت عنایت کرچکے تو آپنے فرمایا کہ تمھارا نام سید عبد اللہ شاہ رکہا جل شانہٗ بزرگون کی بات کو کوئی کیا سمجہ سکتا ہے یہہ سب ازلی معاملات ہین ورنہ کہان مین اور کہان یہ نعمت یہہ سب آپکی بندہ نوازی سے سچ ہے **شعر** نے عنایات حق و خاصان حق ٭ گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق ٭ یارو مقام اسکا ہے کہ میرے حق مین دعا کرو کہ خدا اپنی محبت بخشے اور مکروہات دنیا سے بچاے — **ابیات لمولفہ**

اے تو مارا حاصل دنیا و دین	چون نسا ہم برورت ابلا جبین
کس نہ شستہ کہ آخر کیستی	از چہ در تشخیص مکدر ایستی

مرحبا خوش کردی برخ نقاب | عاملے را کردی زین رو خراب
تا کجا از من حجاب اے ذوالمنن | یک نفس از تن برون خیمہ بزن
حال دل از تو نہفتن ابلہی ست | کہ ترا از جملہ عالم آگہی ست
بر تو مخفی نیست راز جان و دل | گشتم از گفتار ایدون منفعل
شرم آید در غم ہجر از حیات | از چہ ماندم در جہان بے ثبات
ہمچو گوئی گو ز چوگان او فتاد | می دوم ہر سو پریشان نامراد
رحم کن اے آنکہ نامت حرز جانست | صیقلے بہر دل و دیدہ زبانست

فضیحت شاہ صاحب آپکا پہلا نام منشی ظہور علی قادری صدیقی تھا آپ موضع بازید پور پرگنہ سماے ضلع گیا صوبہ بہار کے رہنے والے ہین لیاقت ظاہری اور معنوی سے معمور ہین خدا نے ہر طرح کی قابلیت بخشی ہے آپکو بیعت جناب حضرت شاہ مساو صاحب علیہ الرحمۃ سے تھی آپکو بھی جناب حضرت امام الاولیا نے تہہ بند عنایت کی اور فضیحت شاہ وارثی نام رکھا ۲۴ شعبان ۱۳۰۹ ہجری مین آپ نے ترک لباس کیا مولف ہذا سے کمال محبت رکھتے ہین برباد شاہ پہلا نام آپکا سید عبدالواحد تھا آپ موضع چنڈہاری ضلع مونگیر کے رہنے والے ہین آپ نے بھی ۱۵ شعبان ۱۳۰۹ھ کو ترک لباس کیا حضرت امام الاولیا نے آپکو تہہ بند عنایت فرمایا تو آپکا نام برباد شاہ رکھا اب انہی نام سے پکارے جاتے ہین مولف سے کمال درجہ کی محبت رکھتے ہین — احمد علی شاہ انکا مکان بڑے شیخپورہ ضلع مونگیر مین ہے پہلا نام انکا جمال الدین تھا اب احمد علی شاہ کے نام سے مشہور ہین انکو بھی حضرت نے تہہ بند عطا فرمائی

مولف اسکے خوب واقف ہے آدمی محبت دار ہین - نقل ہے کہ جن دنون لکہنو مین نوابی تھی شیعون کی سخت کثرت تھی اور یہہ اکثر نے شدہ باتون پر شیعون سے جہگڑا کرتے تھے علی الخصوص انکی مجلس مین اگر کوئی سنی آجاتا تو اوسکو بہت تنگ کرتے تھے ایک دن آپ شریک مجلس ہوئے جسوقت مرثیہ خوان نے آپکو دیکہا ہیبت سے تھرا گیا اور فوراً منبر سے اوتر آیا اور کہنے لگا کہ اب مجال نہین کہ منبر پر بیٹھون جناب حضرت امام الاولیا تشریف لائے بہتر ہے کہ فاتحہ پڑہ کر ختم کرو اوسوقت اوس مجلس کی کیا کیفیت لکہون کہ کیا صورت تھی سب کے سب منہ تاکتے رہ گئے - اور کسی سے کچھ بن نہ آئی پہر آپ جہان فروکش تھے تشریف لے گئے - اللہ رے ہیبت ربانی و دہشت سبحانی کسکی مجال تھی کہ آپ کے سامنے آتا نقل ہے کہ ایک لڑکی کی آنکہہ دکہنے آئی اور بسبب سوئے تدبیری کے اوسکی آنکہہ خراب ہوگئی اوسکی ماں نے آپ کے قدمونپر لاکر رکہدیا آپ نے فرمایا کہ یہہ تو اچھا تھے لیجا وٗ چلتے وقت آپکی خاک پا کو اوس عورت نے لے لیا برابر اسی خاک کو لگایا کی اوس لڑکے کی آنکہہ اچھی ہوگئی سبحان اللہ کیا شان رحیمی ہے شعر رحمت حق بہانہ می جوید رحمت حق بہا نمی جوید نقل ہے کہ آپ نے ایک نہمت پوش فقیر کو حکم دیا کہ فلان جنگل مین جاکر تھو کلا علی اللہ بیٹھ جاوٗ وہ بموجب ارشاد عالی جنگل مین رہنے لگا ایک مدت وہ بیٹھا رہا اتفاقاً کوئی آدمی اوس فقیر کو کرتہ دیگیا قضا کار اوس فقیر نے اوس کرتہ کو پہن لیا پہننا شرط تہا کہ سٹری ہوگیا لوگ اس واقعہ سے

خبر بعض نے کہتے تھے اور آپ دوسری جگہہ سیر کو تشریف لے گئے تھے
حاضرین بزم سے آپ نے فرمایا کہ فلان شخص جو جنگل مین رہا کرتا تھا اوسکو
کسی نے دھتورہ پلادیا جب ولوے آپ تشریف لائے تو حقیقت سبہونکو
معلوم ہوئی اللّٰھم احفظنا من خطوات النفس والھوا وثبتنا قدامنا
علی التسلیم والرضاء **نقل** ہے کہ تیسری بار جب امام الاولیا بارادۂ حج عازم
بیت اللہ ہوئے تو اثناء راہ کوہستان مین ایسی جگہہ آپکا گذر ہوا جہاں
ڈاکوؤن نے اپنی کمین گاہ بنا رکھی تھی جو مسافر اوسطرف سے جاتا اوسکو
لوٹ لیتے اور مار ڈالتے آپ سے کیک آدمیون نے کہا کہ آپ ہرگز اوس
راہ سے تشریف نہ لیجائین آپ نے فرمایا ماجرا کیا ہے اون لوگون نے کہا
کہ حضرت اون ڈاکوؤن نے ایک شتر پالا ہے اور اوسکی ایسی تعلیم کی ہے
کہ جب کوئی مسافر اس راہ سے گذرتا ہے اوس شتر کی مہار کہول دیتے
ہین وہ شیر ژیان کیطرح اوس مسافر پر آپڑتا ہے اور کہوپڑی مضبوط
پکڑ کرکے ہلاک کردیتا ہے آپ نے یہہ سنکر فرمایا رضینا بقضاء اللہ
بالجملہ آپ آگے تشریف لیچلے دور سے آپ نے دیکھا کہ آٹھہ دس آدمی
ایک ٹیکرے پر بیٹھے ہین اور واقعی ایک شتر بھی اون لوگون کے سامنے
کہڑا ہے جیوقت اون ڈاکوؤنکی نظر آپ پر پڑی سب نے معمول اوس شتر
کی مہار کہولکر آپ کی طرف اشارہ کیا وہ شتر مست برق کیطرح آپ
کی طرف آیا آپ زمین پر بیٹھہ گئے اور بہت چالاکی وچستی سے چاقو
نکال کر جو آپکے پاس رہتا تھا اوسکی زبان کاٹ ڈالی شتر [illegible] آ رہا

ڈاکوؤن نے جو یہ واقعہ دیکہا تو بہت گہبرائے اور حاضر خدمت ہوئے
جسے آپ کے چہرۂ انور کو دیکھا محو جمال باکمال ہوا بڑے ادب اور
تعظیم سے اون اعرابیون نے یہ عرض کیا کہ حضرت ہم لوگون کو
اپنا غلام بنائیے آپ متبسم ہوکر اون اعرابیون کی اور اونکے سردار
کی بیعت لی بعد اسکے آپ نے فرمایا کہ یہہ کام نکرو خدا رزاق ہے
اور ہی کچہہ سامان کردیگا اوسکی رضا پر رہو پہر اون لوگون سے رخصت
ہوکر دوسری جگہہ تشریف لے گئے اور اون لوگون نے اس کام سے
توبہ کی سبحان اللہ بحمدہٖ نقل ہے کہ ایک مرتبہ چند رؤساے معززین بدایون
شریف کے کسی مقدمہ فوجداری مین ماخوذ ہوگئے اون لوگون کے
عزیزون نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضرت فلان فلان شخص گرفتار ہوگئے
ہین آپ نے فرمایا تو مین کیا کرون وہ لوگ مایوس ونے ہوئے
اوٹھے چلتے وقت آپ نے فرمایا جاؤ — شعر

دوستان را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمنان نظر داری

جلشانہ کیا رحمت اوسکی ہے کہ وہ سب جو گرفتار بلا تھے چہوٹ گئے
اسیطرح ایک دوسرا شخص بجرم خفیہ فروشی افیون گرفتار ہوا وہ بھی
زمرۂ غلامان مین سے آپ کے تہا کسیطرح بہاگ کر آپکی خدمت مین حاضر ہوا
اور قدمون پر گرا اور رونے لگا آپ نے فرمایا کہ بدمعاش کا کون
ساتھہ دے وہ اور زار زار رونیلگا آپ نے متبسم ہوکر فرمایا کہ
جا پھر ایسا نکرنا چنانچہ وہ شخص حاضر عدالت ہوا اس بنا پر کہ عدالت

یہہ مقدمہ قایم کیا گیا ہے بیداغ چھوٹ گیا جل جلالہ کیا تاثیر بزرگون
کی زبان مین ہے **نقل** ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا نوا گنج حافظ
رمضان علی صاحب کے مکان مین رونق افروز ہوئے تذکرہ
جناب حافظ صاحب نے پوچھا کہ یا امام الاولیا جناب حضرت شاہ عبد الرزاق
بانسوی علیہ الرحمتہ کی کمر سے کیونکر ٹپکا نکلا تھا میری سمجھ مین یہ بات نہین آتی ہے
اور مجھے اسکا یقین نہین ہوتا آپ نے حافظ صاحب سے فرمایا کہ اچھا میری
کمر مین ایک چادر لپیٹ کر مضبوط باندھو اور گرہ دیکر دونون گوشے چادر کے
مضبوط پکڑو حسب ارشاد عالی حافظ جی نے چادر لپیٹ کر آپکی کمر مین مضبوط
باندھا اور گرہ دیکر کھینچا اوسیطرح آپکی کمر سے وہ چادر نکل آئی حافظ صاحب
قدم مبارک پر گر کر دیر تک بیہوش رہے جب آپ نے اوٹھایا تو وہ ذرا
ہوش ہوا جل شانہ کیا عظمت اور جلالت ہے ہو قادر علی ما تشاء
نقل ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا ایک دن قصبہ پھپھوند تشریف لیجانے
لگے تیاری جانے کی ہورہی تھی کہ دایم علیشاہ مرحوم خادم قدیم کو
آپ نے معروف شاہ کے پاس بھیجا کہ حضور مین طلبی ہے فوراً جناب معروف شاہ
حاضر خدمت ہوئے آپ نے یہ آیت **وباؤ بغضب من اللہ**
پڑھا اور فرمایا کہ اسیوقت دیوے کو چھوڑ دو ہیضے کی وبا میں لشکر داخل ہوا
چاہتی ہے جب تک تم نجاؤ گے ہم نجا ئینگے معروف شاہ اوسیوقت ایک
موضع مین جو دیوے سے تین کوس کے فاصلے پر ہے چلے گئے
پھر آپ اونکے جانے کے بعد قصبہ پھپھوند تشریف لے گئے دوسرے روز

عارضہ و با قصبہ دیوے مین پھیلا پندرہ روز تک بازار موت گرم رہا صدہا آدمی مر گئے سولہوین دن جناب امام الاولیا سیر و سیاحت فرماتے دیوے تشریف لائے تو وہ بلا جاتی رہی پھر معروف شاہ اوس موضع سے حاضر خدمت ہوئے **نقل ہے** کہ ایک مرید آپکا مقروض ہو گیا ظاہرا کوئی صورت ادا کاری کی روپیہ کے نہ تھی وہ اس سبب سے بہت پریشان تھا کسی دم اوسکو چین نہ آتا تھا کہ یکایک ایک شخص آیا اور اوسنے کہا کہ بہیا تمکو کتنے روپیہ کی ضرورت ہے اوسنے اپنی ضرورت کو ظاہر کیا اوسنے اوتنے روپے اوسکو دیدیے چلتے وقت کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا تھا پھر وہ مرید آپکا حاضر خدمت ہوا تو آپ نے متبسم ہوکر فرمایا واللہ ذو الفضل العظیم **نقل ہے** کہ باندے مین دو ایسے شخص تھے جو آپس مین غایت درجہ کی دوستی رکھتے تھے اون دونون نے وعدہ کرلیا تھا کہ ہم لوگ ایک ہی بزرگ سے مرید ہونگے قضاکار ایک اون مین سے دوسرے شہر کو چلا گیا اور ایک وہین رہا اسی اثنا مین جناب امام الاولیا رونق افروز ہوئے وہ شخص جو باندے مین رہتا تھا حاضر خدمت ہوا جسوقت چہرۂ اقدس پر اوسکی نظر پڑی اوسکو آپ سے کمال درجہ کی ارادت ہوئی مگر اسوجہ سے کہ اپنے دوست سے اوسنے وعدہ کیا تھا بیعت سے مجبور رہا لیکن اس خیال سے کہ خدا جانے کیا ہو وقت ہاتھ سے نکلا جاتا ہے زار زار روتا تھا آپ سے اوس وقت صبر نہ ہوسکا فرمایا کہ چلو باہر بیٹھو تھوڑی دیر کے آپ نے تخلیہ کیا پھر آپ نے

اوس شخص سے فرمایا کہ فلان شخص جو تمھارا دوست ہے وہ مرید ہوگیا اب
تم کس سوچ مین ہو بالجملہ وہ بھی مرید ہوا جب وہ اپنے مکان پر گیا دو تین گھنٹے
رات گذرے تار اوسکے دوست کا آیا کہ مین جناب حضرت امام الاولیا سید
وارث علی شاہ مدظلہ العالی سے مرید ہوگیا غالبا حضرت بانڈے تشریف
لے گئے یون فوراً تم بھی مرید ہو جانا یہہ تار پاکر وہ مرید آپکا کمال جوش مین روتا
ہوا پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اب ہاتہہ پکڑ لینگے شرم کہینگا
آپ نے فرمایا محبت ہے تو سب کچھہ ہے لاکھہ کوس ہو تو بھی نزدیک ہے

ابیات لمولفہ

قصہا کردیم با تو بہر آن — تا کنی ہیچ خودی را از میان
ہست دورِ و پسین اے بوالہوس — شرم کن از غفلتِ خود یک نفس
حرص دنیا کرد اے مر ترا — کہ فتادی تا کہان خود در بلا
ہیچ ناید دولتِ دنیا بکار — چون روی تنہا سوے دار القرار
وعدہاے روز اول یاد گیر — پیش حق رانی چہ حجت دلپذیر
آنکہ دادہ جان و مال و سیم زر — شکر نعمت می نسازی بیخبر
خون کردی محسن خود را لعین — ہست روز رستخیز ان در کمین
اندران روز مکافات عمل — ہین نباید کار این دست و بغل
کس نماندہ ہم نماند در جہان — فکر در دل کن تو ہر شب بگریان
دست در دامان اہل دل فگن — نعرۂ آذر کن تا بسیم زن
عقل را کن رایت جہد و طلب — تا شوی محبانے او فضل رب

ذکر فضل و رحمتش مستم نمود
چند شعر از حال ما باید شنود

اینکه در برزخ شدی پنهان چو جان
تاب دوریت ندارند عاشقان

چون ندانستم مراجعت نبود
جلوهٔ حسنت کنون ہوشم ربود

چون نمودی از کرم با من نگاه
بار دیگر از کرم ای رشک ماه

الله الله از من این شرم و حجاب
بر فگن بہر دمے از رخ نقاب

مست کن از بادهٔ روز وصال
تا نماند در دلم ہیچ ملال

تاب ہجرم نیست یا دون جان جا
رحم کن بر حال جان ناتوان

رحمت آراز ہست حبیب الورا
وانکہ حضرت علی شیر خدا

کارساز ابر تو این دشوار نیست
واندرین رحمت کسے را بار نیست

نازکم کن جان جان باده بنوش
ای دل از حد ادب مگذر خموش

نقل ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا کی ملاقات کو ایک قاضی القضات عرب مین تشریف لائے اور اپنے جامہ شریعت کے پابندی سے کچھہ اوس قسم کی باتین کرنے لگے آپنے متبسم ہوکر فرمایا کہ ہان ہان شریعت کا شارع خوب جانتا ہے دوسرے دن جناب قاضی صاحب کے ہاتہہ مین انگوری شراب کی بوتل تھی اور زبان سے قدر قضی وجد مین کہتے نکلے لوگون نے بہت کچھہ برا بہلا کہا مگر اونکو ایسے پکے گہوڑے کی چڑھی تھی کہ یہی کہتے ہوئے راہی ملک بقا ہوئے۔

غزل

نگردد چون کسے ای جان جان مجنون و دیوانه

که هم گفتار خوش داری و هم رفتار مستانه

بیا باده بکش از جوش مستی نغمهٔ دلکش

که سوز اندرون ما فگند آتش بمیخانه

برو زاهد سوی مسجد مخور مغز سرم اکنون

که ما در کنج میکش فرقت ندانم فرق بتخانه

بگو اے محتسب آخر چه دیدی در ره تقوے

که می آئی ز کعبه سر برهنه سوی میخانه

بیا ساقی بکش باده که وقت گل رسید آخر

بده زان بادهٔ گلگون که گردد مست پیمانه

سر سودای زلف یار باز آورد در جوشم

که رفت دل کشم اکنون ز معموری بویرانه

نشد در دل تجبر جز غم دلبر کسے دیگر

که غیر از مظهر الحب جوابست او افسانه

نقل ہے کہ جناب امام الاولیا کا گذر شب کو اوس راہ سے ہوا جہان ایک سانپ کے سبب بند ہوگئی تھی لوگ نالان تھے آپ جب تشریف لیگئے تو وہ سانپ چلا اور ہوا آپ نے اوس سے کچھ کہا اور جہان جانا تھا تشریف لے گئے صبح کو وہ سانپ مرا ہوا دکھلائی دیا آپ سے لوگون نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ بڑا موذی تھا رات اوسنے مجھے بھی کاٹا تھا اسی طرح ایک شخص نے آپ کے کھانے مین زہر دیا تھا آپ پر کچھ اثر

ظاہر کا نہوا **نقل** ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا جب لکھنو تشریف
لے گئے دو لڑکیان شیعہ مذہب کی ملازمت کو حاضر خدمت ہونا چاہین
اونکے مان باپ نے اون لڑکیون کو روکا آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ ایک
لڑکی اشتیاق ملازمت مین عقائد اہل سنت کے ساتھہ قضا کر گئی
اور دوسری نہایت پریشان تھی کہ اوسکے مان باپ اوسکو آپ کی حضوری
مین لے آئے اور عرض کرنے لگے کہ حضرت اسکو آپ سنی ہی رکھیے
مگر زندہ تو رہے چنانچہ وہ لڑکی اسوقت تک زندہ ہے **نقل** ہے
کہ ایک عورت مذہب شیعہ آپ کی مرید ہوئی اور اوسنے عقاید سابقہ سے توبہ کی
جب اوسکے شوہر نے سنا تو بہر جر و توبیخ پیش آیا لیکن وہ عقیدت آگین اپنے
عقیدے پر ثابت قدم رہی دوسرے دن خود بدولت اونکے شوہر صاحب
حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ مجھے بھی اس سعادت سے
محروم نرکھیے اسطرح کی پچاسون نقلین ہین جسکے لکھنے سے خوف طوالت ہے
چنانچہ مہدی حسن نامی ایک شخص آغائی صاحب ناظم لکھنو کے خاندان سے
موجود ہین کہ وہ اہل سنت والجماعت ہوئے پٹنہ مین بھی ایسا واقعہ ہوا
نقل ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا جب عظیم آباد تشریف لیگئے
اور ایک شب مولوی شرف الدین صاحب بیرسٹر کے یہان مدعو
تو مولویصاحب نے اپنے حوصلہ سے بہت کچھ سامان ناچ رنگ کا کیا
اب ایک کمرہ مین جو زنانہ مکان کے متعلق تھا فروکش ہوئے
جب سب لوگ آچکے تو اوسوقت سماع کا بندوبست کیا گیا

آپ کے مریدون مین ایک شخص محمد ابراہیم شیدا لکھنوی حاضر خدمت تھے
اونہون نے عرض کیا کہ حضور یہہ جلسہ قابل دید ہے تشریف لے چلین اور
قریب سے لاحظہ فرمائین آپ نے متبسم ہوکر فرمایا کہ مین اس جگہہ سے
بھی ویسا ہی دیکھتا ہون جیسا قریب سے دیکھتا ہہ آپکا فرمانا تھا کہ موصی الیہ پر
ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ حجاب دیوار کا اونکی آنکھون سے اوٹھ گیا اور جو
واقعات باہر کمرہ کے ہو رہے تھے صاف صاف معلوم ہونے لگے
پھر موصی الیہ بموجب حکم باہر کمرہ کے آئے اور فوراً دوسری جگہہ تشریف لیگئے

نقل ہے کہ جناب حضرت امام الاولیا جب پہلے پہل فیض آباد تشریف لیگئے
اور حافظ زین العابدین کے مکان مین فروکش ہوئے اوسوقت آپکی تشریف
آوری کی شہر مین شہرت ہوئی برابر لوگ ملازمت کو حاضر ہونے لگے
اور شرف بیعت سے مشرف ہوتے جاتے جسوقت آپ سیر کو چوک کی
طرف تشریف لے گئے جس ہندو کی نظر پڑتی تھی کرشن کہکر قدمون پر گرتا
ہزارون ہندو آپ کے مرید ہوئے نوبت باین رسید کہ پنڈت آتما رام
بغرض مباحثہ کے حاضر خدمت ہوا آپ کے خادمون مین سے جناب رحیم شاہ
صاحب نے حضور مین اطلاع کی کہ جناب حضور ایک پنڈت حاضر در اقدس
ہی آپ نے طلب کیا وہ پنڈت حاضر ہوا آپ نے دو ایک شعر پدماوت کے
پڑھے اوسوقت اوسپر وہ کیفیت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہوگیا
جب وہ ہوش مین آیا اوسنے دست بستہ عرض کیا کہ مجھے اپنا مرید
کیجئے مین اپنی ملت اور مذہب سے توبہ کرتا ہون آخرالامر وہ مسلمان ہوا

جب آپ فیض آباد سے روانہ ہوئے تو موضع سکلسی رونق افروز ہوئے
آپ کی دعوت کا لوگوں نے سامان کیا اوس موضع کے حوالیہ میں ڈیڑھ
فرسنگ کے فاصلہ پر ایک بستی تھی وہاں ایک رنڈی آبادی نام رہتی تھی
وہ بھی تقریب کو بلائی گئی اور یہہ شعر اگر آن ترک شیرازی بدست آرد
دل ما را + بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را عمدہ لہجہ سے گائی تو
جناب امام الاولیا نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اچھا گاتی ہے جب اس
غزل کا دوسرا شعر اوس نے کہا تو آپ نے نظر اوٹھا کر اوسکی طرف دیکھا
ملاحظہ فرمانا تھا کہ وہ رنڈی بے خود ہو گئی اور قدموں پر آپ کے گر گئی جب
اوسے ہوش ہوا تو رو کر عرض کرنے لگی کہ میری بھی بیعت لیجیے آپ نے
فرمایا کہ اس پیشہ سے توبہ کر چنانچہ وہ مرید ہوئی اور ایک شریف آدمی نے
اوس سے نکاح کیا۔

غزل

اگر بہ جنبش ابروی خطا امید داری ۔ وین عجب کہ من مہجور جفا امید داری
پردہ بکشا و دمی سوی غریبان بنگر ۔ بنوازش کہ تو ای نام خدا امید داری
جان بلب گشت سیہ سر کوی تو داغ ۔ با امیدیکہ تو در دست شفا امید داری
ساقیا پر کن جام دل اندوہ شراب ۔ کہ ز الطاف نظر سوی گدا امید داری
تشنہ آب وصال تو لبا سینہ سپید ۔ از چہ محروم تو ای بحر سخا امید داری
دل نالان مکن از جور فراقش شکوہ ۔ کہ لب سستر حرف وفا امید داری
با مقیمان حرم راز محبت مگشے ۔ بر نگویم کہ در وصل خطا امید داری

ای ... دم تقریر مکن رنج فراق

بررضا باش چو تسلیم و رضا سپاری

اس جگہہ پیر رحیم شاہ صاحب کا ذکر خلاف موقع نہو گا رحیم شاہ بھی
دیوے کے رہنے والے ہیں تیس ۳۰ برس بکمال حضور کے خدمت میں رہے
اب آپ نے اونکو موضع گنگوارا میں جو دیوے کے متصل ہے
جگہہ دی ہے متوکل علی اللہ بیٹھے ہوے ہیں ۱۲ ربیع الاول ١٣٠٥ ہجری
میں وہ بیٹھے مولف او سوقت حاضر تھا جسوقت وہ بٹھلائے
گئے تھے اکثر فقیر آپ کے جنکو آپ نے حکم دیا ہے وہ بیٹھے ہوے
ہیں چنانچہ خدا بخش شاہ سنڈہ میں جو دیوے سے ڈیڑہ کوس کے
فاصلہ پر ہے تیس برس کا زمانہ ہوا کہ بیٹھے ہوے ہیں غلہ وغیرہ کسی
قسم کے کہانے کی اونکو اجازت نہیں ہے لال دانہ شکرپارہ وغیرہ
کی رخصت ہے اسیطرح ایک موضع کھولی ہے جہاں بنام شاہ
متوکل علی اللہ بیٹھے ہیں اونکو زمانہ چودہ برس کا ہوا جو آستانہ کے
سے باہر قدم نہ نکالا وزیر قبل بہتیرے ایسے فقیر ہیں کہ جنکو آپ نے
جہاں فرما دیا وہاں مقیم ہیں چنانچہ جناب گلاب شاہ اکبرآباد میں
اور حکیم شاہ گوالیار میں معصوم شاہ دہلی میں قادر علی شاہ امروہہ
میں اور پیر شاہ ہردوئی میں اور جنگلی شاہ فتحپور کے جنگل میں اور
بہٹیا شاہ بہرائچ کے اطراف میں مقیم ہیں ہر ان میں سے کوئی چالیس
برس کوئی چھتیس ۳۶ برس کوئی پندرہ ۱۵ برس کوئی اٹھائیس برس
کا فقیر ہے نور محمد شاہ آپ کے ایک خادم ہیں جو لکھنؤ سے آپ کے

ساتھہ ہین اور اسوقت تک وہ اپنی جگہہ پر قایم ہین انکا مکان ردولی ہے
جب سے آپ کے مرید ہوئے آپ کے ساتھہ رہے دنیا مین تہمت پوش
فقیر آپ کے ہزارہون ہین نعمت علیشاہ فیضو شاہ مخدوم شاہ آپ ہی کے
فقیر ہین اگر ہر شخص کی کیفیت جدا جدا لکھون تو ایک دفتر چاہیے اسلیے نظر انداز
کرکے دوسرے واقعات کیطرف متوجہ ہوتا ہون نقل ہے کہ ایک شخص
ستر کہہ کے زمیندارون مین آپ کے مرید تھے جنکو نشہ سے بہت شوق تھا
اونہون نے خواب مین دیکھا کہ ایک دربار عظیم الشان ہے جہان ہزارون
آدمی چلے جاتے ہین اور دروازہ پر دو چوبدار ہین خواب ہی مین چوبدار
سے پوچھا کہ بھائی یہ کسکا دربار ہے چوبدار نے کہا کہ یہہ دربار والاتبار
حضرت امام الاولیا حاجی سید وارث علیشاہ صاحب کا ہے اونہون نے
کہا کہ مجھے بھی جانے دو چوبدارون نے روکا تب اونہون نے کہا کہ مین
حضرت ہی کا مرید ہون آخر اندر جانے کی اجازت اون لوگون نے
دی جیون پھاٹک کے اندر قدم رکہا کہ خواب سے چونک پڑے دوسرے
دن جناب حضور اوسی موضع ستر کہہ مین تشریف لائے جوقت وہ زمیندار
صاحب حاضر خدمت ہوے عرض کیا کہ دربار مین کیونکر گذر ہو چوبدار
روکتے ہین آپ نے متبسم ہوکر فرمایا کہ آخر اون لوگون نے آنے دیا
کہ نہین وہ قدمون پر گر کر رونے لگے آپ نے فرمایا کہ آپ کب تک بیہر
جب وہان سے آپ دوسری جگہہ تشریف لے گئے تو یہہ مستورا رہے
... ارشاد کیطرف وہی مرید صاحب متوجہ ہوے دیکھنے کیا ہین

کہ جناب امام الاولیا سامنے کھڑے ہین خوف سے اونکے ہاتھہ کا پیالہ گر گیا
وہان سے دوسری جگہہ بھاگ کر اپنے شغل کے لیے وہان بھی دیکھا کہ
حضرت امام الاولیا موجود ہین اب تیسری جگہہ بھاگے وہان بھی حضرت کو پایا
پھر اونہون نے توبہ کی اور اس حرکت لغو سے باز آئے نقل ہے کہ اکاسٹر کے
تھانہ دار نے کنجڑون پر جو وہان کے رہنے والے تھے نے گنا سخت ظلم کیا
اون غریبون کے گھر کی عورتین جناب حضرت امام الاولیا کی دوہائی دیکر
روتی تہین کمبخت تھانہ دار نے کچھہ رحم نہ کیا اور اون غریبون کو بڑی مار مارا وہ سب
کنجڑے آپکے مرید تھے دوسرے روز جناب حضرت امام الاولیا سیر و سیاحت
فرماتے موضع اکاسٹر رونق افروز ہوئے قضا کار اوسی روز بڑے زور شور کی
آندھی آئی اوسوقت تھانہ مین آگ لگی تھانہ دار میان فی النار و السقر ہوئے
اور ایک چیز تھانہ کی بچی لوگون نے عرض کیا کہ حضور آگ اس مکان سے بہت
قریب ہے شعلے اوڑ اوڑ کر یہان آتے ہین دوسری جگہہ حضور تشریف
لے چلین شیخ تراب علیہ الرحمہ ناقل ہین کہ ہین نے سخت اصرار کیا کہ حضرت اب
تکلیف فرمائین اس طوفان مین آگ لگی ہے کہ برابر شعلے اوڑ اوڑ کر آرہے
ہین قیامت کا سامنا ہے آپنے ہنسکر فرمایا کہ یہہ شعلے سب جھوٹے ہین تو
فرمانا تھا کہ پانی برسنا شروع ہوا پھر نہ وہ آگ تہی نہ وہ شعلے تھے شیخ
تراب علیہ الرحمہ قصبہ بہٹولی کے رہنے والے ہین پچیس برس سے
آپکی خانقاہ مین ہین آپ کو قصہ خوانی کی خدمت سے برابر شب و روز
[illegible] قبول اسکے کیست پہچن ہمیری کہنکی خدمت تھی سرار ون

اور بہجن اور ٹہمری انکی کہی ہوی ہے غایت درجہ کے خوش مذاق ہین مولف
کو جناب موصوف سے نیاز حاصل ہے۔

نقل ہے کہ ایک سال عرب مین قحط عظیم ہوا ان دنون جناب حضرت امام الاولیا
وہین تشریف رکہتے تہے ایکدن مسجد مین آپ تشریف لائے لوگون نے
کہا کہ آپ کہان سے کہانا کہاتے ہین آپ نے فرمایا شعر

بنا دان آنچنان روزی رساند ۔ کہ دانا اندران حیران بماند

اس فرمانے سے آپ کے لوگ چپ ہوگئے اور غایت درجہ کے آپ کے
معتقد ہوئے چنانچہ شیبی خاندان کے کل آدمی آپ ہی کے مرید ہین۔

نقل ہے کہ جناب امام الاولیا بہرایچ کے میلہ تشریف لیجانے لگے اوس
زمانہ مین شدت کی گرمی پڑتی تہی جسقدر آپ کو مسافت طے کرنی پڑتی تہی اوسیقدر
روزانہ بارش ہوجایا کرتی تہی جسوقت قریب گہاٹ کے آپ تشریف لائے
لوگون سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کے حکم سے تمام میلہ واپس کیا جاتا ہے اور کوئی
جانے نہین پاتا آپ نے فرمایا کہ ایسا تو نہین ہے جب آپ گہاٹ پر تشریف
لائے تو سنا کہ حکم ہوگیا کہ میلہ ہو اور لوگ میلہ جائین یہ حال اکثر میلہ والون
کو جب معلوم ہوا تو قریب تین لاکہہ آدمیون کے آپ کے گرد جمع ہوگئے ہر شخص
کی زبان پر یہ جاری تہا کہ خود سید سالار صاحب آئے ہوئے ہین اوس
تین لاکہہ مجمع مین سب سے آپکا سر مبارک بلند تہا یہہ واقعہ چشم دید جناب
علی نقی خان صاحب بریلوی کا ہے آپ بہی جناب حضرت کے مرید تہے جناب
جناب عبد الغنی خان صاحب حضرت ہی کے مرید ہین آپکا سا[illegible]

سلطانپور ملک اودہ مین تھا آپ کے آبا و اجداد زمانہ شاہی مین عہدہ
کمیدانی اور چکلہ داری پر مامور رہا کئے آپ ایک معزز خاندان کے آدمی ہین
آپ کے بزرگان ملک غور سے ہمراہ سلطان علاء الدین غوری کے اس ملک
مین آئے خود جناب خانصاحب زمانہ انگریزی مین عہدہ تھانہ داری پر سرفراز
تھے جیدن سے جناب حضور کے مرید ہوئے عجب طرح کی نفرت دنیاوی امور سے
ہونے لگی نتیجہ یہہ ہوا کہ نوکری چھوڑ کر خانہ نشین ہوئے اب آپ کی سکونت
ضلع رائے بریلی مین ہے کیا خوش مذاق آدمی ہین کہ سبحان اللہ خدا نے
ہر قسم کی قابلیت عطا فرمائی ہے مؤلف کو جناب موصوف سے نیاز
حاصل ہے نقل ہے کہ ایک شخص راول پنڈی مین سخت علیل تھا اوسکی
علالت سے کل حکیم اور ڈاکٹر عاجز ہوگئے تھے وہ غریب ایک شبکو
روتے روتے سوگیا اوسنے خواب مین ایک بزرگ سفید پوش کو
دیکھا کہ تشریف لائے اور فرمایا کہ گھبرا نہین تو اچھا ہوگیا لے اب ہاتھہ
لا تیری بیعت بھی لیلون اسی درمیان مین اوسکی آنکھہ کھل گئی تو اپنے کو
صحیح المزاج پایا صرف ضعف کی شکایت تھی وہ بھی ہفتہ عشرہ مین
جاتی رہی اب اوسکو سخت تشویش ہوئی کہ وہ بزرگ کون تھے جنکے
قدم کی برکت سے مین اچھا ہوا اسکو دریافت کرنا چاہیے لیکن وہ
تصویر با تنویر اوسے نقش کالحجر تھی تلاش کرتا ہوا راول پنڈی سے
دیوے شریف پہونچا جسوقت نظر اوسکی آپ کے جمال باکمال پر
پڑی بیہوش ہوکر آپ کے قدمو پر گرا اور عرض کرنے لگا

اور عرض کرنے لگا کہ بہت زمانہ بعد آج دولت ملازمت سے مشرف ہوا
آپ نے فرمایا کہ ہم تو تمہارے ساتھہ ہین محبت سے ہے تو کچھہ دور نہین جا
اور کچھہ غم نکر پہر وہ مرید آپکا فائز المرام ہوکر رخصت ہوا جل جلالہ کیا
نوازش و اکرام ہے خوش نصیبون کی ایسی ہی بات ہوتی ہے –

غزل

یارب چہ آرد بار این نخل سر تقدیر من
بالا ز محرومی خود صبح و مسا تدبیر من

آتش فگند و چارہ سوز دل اندوہگین
ہم اثر بخشد جہان این نالہ شبگیر من

رفتا ے رازت کرد این راز نہان ایجان جان
لیلہ نکو باشد درین چہ خوبی تقصیر من

بشگفت صد باغ جہان باغ دل من ہمچنان
آورد این رنگ گر صد شکر بر تقدیر من

با ہمرہان گویم شبے دیدم کسی را کو آن
بیخود ہمہ چہ مہ لقا از خواب من تعبیر من

تا دلربا و دلم چون کسی ربود ایچنان
حیرت کہ سازد در جہان بیجان من تصویر من

حیرت فزا این و آن باشند بیگانگان
از من ہمہ را یک بخوان آتش فشان تحریر من

حصہ سوم در ملفوظات جناب حضرت امام الاولیا

فرمایا حضرت امام الاولیا نے کہ علم شی اور ہے اور عشق شی کچھ اور
جہاں حضرت عشق آئے پھر وہاں علم اور عقل کا دخل نہیں فرمایا آپ نے
جو کچھ عاشق معشوق کے نسبت کہے وہ سب ٹھیک ہے اور کچھ ادب
تعظیم کرے وہ سب بجا ہے اور جو معشوق عاشق کے نسبت کہے وہ مقام
رضا و تسلیم ہے عاشق کو چارہ نہیں فرمایا آپ نے کہ عشق میں
ترک ہی ترک ہے ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک اور
اپنا فراق ہے فرمایا آپ نے جو تم سے محبت کرے اوس سے
محبت کرو کسی کے حق میں دعا کرو نہ بددعا تم رضا و تسلیم کے بندے ہو
فرمایا آپ نے کہ تصدیق ہی ایمان ہے جسکو تصدیق نہیں اسکو
ایمان نہیں فرمایا آپ نے کہ مذہب عشق میں کفر اسلام سے [illegible] نہیں فرمایا
آپ نے کہ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے منزل عشق میں خلافت
ہوتی اسی بنا پر ایک تحریر بھی آپ نے بپاس خاطر حکیم شیر محمد خان
لکھ دیا ہے دیکھنے والوں کو ایک اقرار نامہ کی سی عبارت معلوم ہوگی
فی الواقع وہ بڑے خاص اقرار نامہ ہی ہے حقیقت حال یہ ہے کہ [illegible]
فتح پور اور دیوے کے لوگ جنگ لے تھے فتح پور کے لوگ [illegible]
کے خاندان سے ہیں وہ کہتے تھے کہ جناب حضور نے مجھے اپنا خلیفہ بنایا
اور دیوے کے صاحبان کہتے تھے کہ یہ ہرگز ہو نہیں سکتا جب
لوگوں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ منزل عشق میں خلافت

کیسی چنانچہ وہ تحریر بجنسہ مندرج ذیل ہوتی ہے وھو ہذا

منکہ سید وارث علی شاہ ولد سید قربان علی شاہ ساکن دیوے پرگنہ و تحصیل نواب گنج بارہ بنکی۔

چونکہ ہم نے تم لوگون کو مہتمم مزار مستقیم شاہ کا مقرر کیا کیونکہ ہمنے مستقیم شاہ سے اقرار کیا تھا کہ ہمارا اور تمھارا ساتھہ دین و دنیا مین ہے جو کوئی دیوے والا اور کوئی کچھہ کہے تو وہ باطل ہے اور ہمارے یہان منزل عشق کی ہے جو کوئی دعوے جانشینی کا کرے وہ بھی باطل ہے ہمارے یہان جو کوئی ہو چمار ہو یا خاکروب ہو ہمسے محبت کرے وہی ہمارا ہے

المرقوم ۷ر نومبر ۱۸۹۸ع

العبد وارث علی شاہ بقلم

گواہ شد تراب علی زمیندار ساکن بھٹولی

گواہ شد نور محمد شاہ خادم

حکیم شیر محمد خان

راقم ہذا بخشش علی زمیندار گدیہ

فرمایا آپ نے کہ عاشق ایک لاش ہے دین و دنیا سے گذر جاتا ہے اور فراق مین مرجاتا ہے اسی فراق مین تو مزہ ہے ورنہ پھر کچھہ نہین معشوق کا ستانا اور حجاب اور عتاب ہی کرنا تو رحم و فضل ہے اسکے سوا کچھہ نہین فرمایا آپ نے کہ معرفت کسبی چیز نہین ہے محض وہبی ہے جسکو خداوند کریم اپنی معرفت بخشے کسیکا اسمین اجارہ نہین فرمایا آپ نے کہ عشق کی اولٹی چال ہے جسکو وہ پیار کرتا ہے اسکو جلا

اور جسکو پیار نہین کرتا اوسکی باگ ڈھیلی کردیتا ہے فرمایا آپ نے
کہ عاشقون کے نزدیک شیطان نہین آتا فرمایا آپ نے کہ جسنے اپنی
جان قربان نکیا وہ عاشق نہین لیلی کے ہزارون اور یوسف کے لاکھون
چاہنے والے تھے مگر یہہ مجنون اور زلیخا ہی کا حصہ تھا لیکن جسکا حصہ
ہوتا ہے پاتا ہے - فرمایا آپ نے کہ عاشق کا مرید بی ایمان
نہین مرتا فرمایا آپ نے کہ تصدیق ہزارون مین ایک
کو ہوتی ہے ہر کا حصہ نہین پھر اوسکی بھی کیک صورتین مین زبانی
جمع خرچ سے کام نہین نکلتا - فرمایا آپ نے کہ عاشق کا دین و
دنیا دونون خراب ہے فرمایا آپ نے کہ منزل عشق مین
ذات صفات ہوجاتی ہے اور صفت ذات فرمایا آپ نے
کہ عاشق جس خیال مین مرتا ہے وہی خیال اوسکا حشر و نشر قیامت
دوزخ بہشت ہے بلکہ کثرت جذب عشق مین خود وہی ہوجاتا ہے
جسے عشق و محبت نہین وہ اسکو نہین سمجھ سکتا ہے اور نہ اس راہ
مین چل سکتا ہے - فرمایا آپ نے جواب اون چار مسئلون
کے کہ جو چار مولویون نے انکے جناب امام الاولیا سے پوچھا تھا
کہ حج اور زکوۃ اور سب فرض ہے جو کچھہ نہین کہتا ہو خدا نے
جس قران مین کرنیکو فرمایا ہے اوسی قران مین منع بھی کیا ہے
باقی نماز روزہ اگر تم شراب مجازی کے نشہ کے قائل ہو
تو لامحالہ اوس شراب حقیقی کے نشہ کے بدرجہ اولی قائل ہو

اسکی ویسا ہی مثال ہے جیسے فن طبابت واقعی محض اس فن کے پڑھ لینے سے
کچھہ نہین ہوتا جبتک وہ عملی طور پر برتا نجاوے ہزارون ایسے عالم ملین گے
جو علم طب رکھتے ہین پر اونہین ایک نسخہ بھی لکھنا نہین آتا اسیطرح اس معرفت
علمی سے کام نہین نکلتا اور اتنی معرفت بکار آمد نہین ہوتی مگر ہان دونون مین کوئی
ایسا ہوتا ہے جو عملی طریقہ پر بھی اسکو جانتا ہے۔ عقاید مین یہہ دو جزو اقرار
باللسان و تصدیق بالقلب جو شامل کر دئیے گئے ہین آخر اسکا کیا مطلب
اسمین کچھہ شک نہین کہ یہہ وہبی چیز ہے کسبی نہین مگر جسکی قسمت مین خدا نے
جو لکہا ہے اوسکے ویسے ہی سامان بھی ہوتے ہین ایمان اور ایقان اگر
کوئی چیز قابل قدر ہے تو خود انسان موازنہ کرسکتا ہے کہ جیسا ہم لوگونکو
اپنے ابناء جنس کے کہنے کا عقیدہ اور یقین ہوتا ہے کہتے اوتنا بھروسا
اور تصدیق خدا کے کہنے کے ساتھ ہے ہرگز نہین ودیکھیون جاتے اوکی
مرتبہ یہہ ہے کہ آج اگر کوئی کسی شخص کو کہے کہ کل تمہین پانچ روپیہ دونگا تم
انتظار کرو وہ عقیدت آگین پہلے ہی اس روپیہ کے ملنے کے خیالی نظم اور
روپیہ کے خرچ کی درستی کر لیتا ہے اور جو کام کوڑی پیسے کے آتی
اوسکو کل کی امید پر اوٹھا رکھتا ہے اللہ اللہ ایک انسان کے
قول کی اسقدر تصدیق ہو اور اوس خدائے پاک کے قول کی کچھہ قدر
نہین یہین پر علمی اور عملی کا فرق معلوم ہو جائیگا حالانکہ وہ جانتا ہے
کہ خدا امین ہے اور مسبب الاسباب ہے پھر اوسکی تکذیب کیون کرتا ہے
اسکی وجہ کیا ہے وہی تصدیق جو عملی طریقہ سے اشارت ہے

اگر اوسکو مرتبہ حق الیقین ہو تو ہرگز مضطر نہو + بھائیو زبانی جمع خرچ اور بات
ہے اور دلی اور بات ہے دیکھو اس واقعہ کو کہ کس درجہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے خدا پر بھروسہ تھا نقل ہے کہ ایک دن جناب حضرت سرور
کائنات ایک میدان مین ایک درخت کے سایہ مین آرام فرما رہے تھے کہ
ناگاہ ایک اعرابی آیا اور اوسنے میان سے باہر تلوار نکالی اور للکار کر کہا کہ بتا
اے محمد اب کون تیرا معاون اور محافظ ہے آپ نے فرمایا وہی اللہ
اس فرمانے سے اوس اعرابی کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور مشرف باسلام ہوا
جل جلالہ کیا ہیبت ربانی ہے اگر اعتصام بالحق ہو تو کوئی بڑی بات نہین ہے
جن لوگون کا عمل درآمد اسپر ہے وہ اس فرے سے واقف ہین ایاک
نعبد و ایاک نستعین سب کوئی جانتا ہے اور پڑھتا ہے مگر اسکی
حقیقت جو جانتا ہے وہ جانتا ہے + اب اسکی کوئی صاحب تصدیق
رکھتے ہون تو بول اوٹھین اور سچے دل سے کہین کہ کب اوس خدا اسکے یا
کی تلاش مین مر مٹے اور کب اوسکی محبت مین جان و مال فدا کئے اور کب
اوسکی عبادت جیسی چاہیے کیا + کیا تو یہ کیا کہ عمدہ سے عمدہ کپڑے
پہنے اچھے اچھے کھانے روپئے جمع کئے کوٹھون کی صورت مرے
دیکھو اون بزرگان دین کو کہ مدت العمر آسودہ ہو کر کھانا کھایا نہ پاؤن
پھیلا کر ہم لوگون کی طرح بیخبر سوئے + مجھے خود زیادہ تر شرم دامنگیر
ہے کہ اس زمانہ تک مین نے کیا کیا جو دوسرونکو نصیحت کرنے بیٹھا ہون
دنیا مین عملی حصہ کے برتنے والون کی تعداد بہت ہی کم ہے اور جو لوگ

ایسے ہین ہمی تو نحوست بخت نا فرجام سے ہمین کب موقع اوسنے فایدہ
اوٹھانیکا ملتا ہے سب سے پہلے اوس مکتب کا بُرا ہو جہان نکتہ چینی خردہ گیری
ہی کا ہمنے سبق لیا تہا جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ اب سوا عیب کے کچھہ نظر
نہین آتا علما کو گدا یا حافظونکو اندہا فقیرونکو ٹکڑہ گدا سمجھنے لگے اللھم
احفظنا۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ عام علما اور فقرا اسی قابل ہین کہ وہ
گدے اور اندہے سمجھے جائین بلکہ اس سے زیادہ کہنے کو ہم موجود ہین
مگر جو عالم عالم ہے اور جو فقیر فقیر ہے اوسکو اپنی جہالت سے ایسا
جو سمجھتے ہین یہہ ہماری سخت غلطی ہے

شعر

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد   خدا پنج انگشت یکسان نکرد

آپ لوگ ملاحظہ فرمائین کہ جناب حضرت امام الاولیا حاجی الحرمین سید
وارث علی شاہ صاحب مدظلہ العالی کو کیا ایسی دنیا کی پڑی تھی کہ
پچاس ہزار کی جایداد راہ خدا مین دیدالی اور ایک کوڑی بھی اپنے
لئے نہ رکہی ساٹھہ برس تک ریاضت اور زیارت مین بسر کی اپنی حاجت
سوائے خدا کے کسیکے سامنے نہ لیگئے ملا تو کہا لیا اور نہین تو فاقہ سے
پیٹ بھر لیا اے کاش اس کمبخت دنیا کے حصول کی چال ہوتی تو کیون
اپنا آرام کھوتے + دنون آپ نے پیادہ پائی اختیار فرمائی وطن چھوڑا
نہ شادی کی نہ بیاہ کیا ایک خدا کے خیال مین رہے ولیون کے
کرامات دور نہین ہے جسکی طبیعت چاہے دیکھہ لے آپ خاندان نیشاپور کے

ہین کسدرجہ آپ کے مزاج مین حلم اور بردباری ہے کہ سبحان اللہ اور پہر کیون
نہو یہہ تو خاندانی چیز ہے آپ آل نبی اولاد علی سے ہین ذکر کرامات اور
خرق عادات پر سنجائے جو لوگ ایسے ہوتے ہین اونسے کچہہ بعید نہین نفس
نفیس یہہ دیکھنے کی بات ہے کہ مدت العمر اس محنت اور جفاکشی اور
ریاضت شاقہ مین رہنا کسی دنیادار کا کام نہین یون کہنے کو ہزارون قطاع الطریق
ہین چون قدم برداشتم او وہ سنگ برآمد کا مضمون ہے خدا اوس بندہ پرستی سے
بچائے ہان وہ لوگ جو اس راہ مین ہین اونکا تو مین بندہ فرمان بردار
ہون مین کیا جسکو خدا نے تھوڑی بھی سمجھ دی ہے وہ ایسے لوگونکو
خوب پہچانتا ہے فریب نفس کو نہ پوچھیئے یہہ وہ ذات بزرگ ہین
کہ ان سے اللہ پناہ دے اس رنگ مین بھی لاکہونکو مستثنیٰ اس سے
افسوس ولایت کو لوگون نے کیا سمجھا ہے اگر ایسی ہو حق
سلب نسبت اغیرہ وغیرہ کا نام ہے تو مین باز آیا اور ایسی ہزار توبہ —
ولایت اوس سچی محبت کا نام ہے جو خدا کے ساتھہ ہو اور یہہ بغیر
تصدیق کے محال ہی محال ہے مجھے لوگ ہنستے ہین اونہین کیا کہون غیر
ملک والونکو کیا خبر مگر میرے وطن والے کب کوئی بات چھپی ہے خدا نے
سب کچہہ دیا تہا اور دیا ہے ظاہری عزت اور لیاقت دنیوی مین کبہی کسی سے
کم نہ تہا اور نہ ہون مگر کیا کہیئے کن آنکھون کی چتون نے مجھے [illegible]
مجھکو مجھسے چاہتا ہون حضرت امام الاولیا کی نہ اس وجہ سے کہ مین اونکا
مرید یا مسترشد ہون تعریف کرتا ہون بلکہ امر واقعی یہی ہے کہ اب اس زمانہ

مین کوئی اس مراتب اور منزلت کا ہی خاص امر مین نہین ہے اور بالفرض اگر
ہو بھی تو مجھے اسکی خبر نہین * میرا خیال مجھے دہوکا نہین دیتا ہو تو مین کہہ سکتا
ہون کہ قریب قریب پچاس فقیرون سے ملنے کا مجھے اتفاق ہوا مگر یہہ بات کسیمین
بھی نہین پایا طرز معاشرت اور طریقہ مجاہدہ پیر لوگون کے جب نظر کیا تو دنیاوی
غرض سے خالی نپایا آج بہی خانقاہون مین یارون کی حجامت ہوتی ہے
اوس سے ہر ایک چہوٹا بڑا آگاہ ہے اون اگلے بزرگان دین کی سی شان
جیسے شبلی اور جنید رضوان اللہ علیہم گذرے پوری پوری نہین تو کم بہی
نہین پائی جاتی ہے الله الله جسنے مدت العمر خواب کو خواب مین دیکہا
ہو آرام کو آرام نسمجہا ہو اوسکے مراتب اور مدارج کو آپ لوگ کیا پوچہتے
مین کہہ دینا آسان ہے پہ کر دیکہلانا کیسا کچہہ امر صعب ہے جسکو اونکا دل
جانتا ہے جو اس راہ مین آنکر پچہتاتے ہین دنیا بہر کی ملامت سر پر لینا
کیا معمولی انسان کا کام ہے ہرگز نہین اور سو بار ہرگز نہین خداوندا بزرگان
دین کی حرمت سے اپنی محبت عطا فرما اور اس شرک خفی سے بچا دونی
سے دور کر آمین ثم آمین

اشعار

جان بلب گشتیم از جور فراق تا کجا سازیم شرح اشتیاق
کار دل در شوق وصلت شد تمام اے بمان تو سلامت والسلام

مین یہہ نہین کہتا کہ خواہ مخواہ میری خاطر سے اون باتونکو جو طبع
خاطر ہون آپ لوگ مانین بلکہ بہت بڑا موقع ناظرین کو اسوقت اسکا
حاصل ہے کہ وہ خود اپنے طریقہ پیران سبیا نون کو دریافت کرین جناب

حضرت سراج العارفین شاہ عبد الرزاق بانسوی رضی اللہ
تعالے عنہ سے غالباً آدمی آگاہ ہونگے کہ وہ کس مراتب اور مدارج کے
بزرگ تھے جن صاحبوں کو معلوم نہو وہ آگاہ ہوں کہ جناب حضرت علیہ الرحمۃ
غفران مآب نے جناب حضرت امام الاولیا حاجی الحرمین سید وارث علی شاہ
صاحب مدظلہ کے نسبت پیشین گوئی کیا تھا کہ پانچویں کرسی میں ایک آفتاب
ظاہر ہوگا جسکی روشنی اب میں دیکھتا ہوں جناب حضرت شاہ
نجات اللہ صاحب علیہ الرحمۃ دیوے کی طرف سینہ کھول کر فرماتے
تھے کہ اس آفتاب کی روشنی سے اپنے سینہ کو بھرتا ہوں وہ آفتاب
برآمد ہوا چاہتا ہے وغیرہ قبل بہت سی پیشین گوئیاں آپ کی نسبت بزرگان
نے کیں تھیں ظاہر پرستوں کو ان سب باتوں کی طرف کب خیال ہو سکتا ہے
طالب صادق بنکر حاضر ہوں اور اس ناگوار مزہ کو چکھیں تو معلوم ہو
کہ منزل عشق کیا بلا ہے خدا طلبی اور خدا پرستی کیا ازل کا پھل ہے
چھنٹی اور دل لگی میں تباہ بیچارے ذرا اون اگلے بزرگان دین کی
سوانح عمری پر غور کیجیے تو معلوم ہو کہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ اور
بایزید بسطامی اور ابراہیم ادہم رضوان اللہ تعالی علیہم پر کیا
کیا مصیبتیں گذریں اور ظاہر پرستوں کے منہ سے کیا کیا دشنام سنکے
ہم لوگوں میں سوائے عیب جوئی و نکتہ چینی کے اور کیا ہے الا ماشاء اللہ
پہلے زمانہ کا رنگ ڈھنگ اسی طریقہ پر ہے اور رہیگا دنیا داروں
کب کسی بزرگ نے آرام پایا نیکی کے بدلے رنج ہی برابر اٹھایا کئے

بہرکیف اب مین اپنے ہم مذاق بھائیونکو اسکی تکلیف دینا چاہتا ہون کہ مولف کے حق مین دعاء خیر کرین کہ اللہ جلشانہ اپنی محبت عطا فرماے اور اپنا بندہ بناے ۔

ابیات

ای کہ داری گوش و ابر سر سخن
فہم کن تا بگذری از مکر و فن

صرف وقت خود نمودم بر امید
تا کہ باشد بہر طالب این نوید

شرم شرم از عادت اہل نفاق
کہ بدین گاہ روے اتفاق

ای عجب از کبر و نخوت از عناد
بیشتر بینیدم درمیان رہ فساد

ای عجب کز قول حق سودے نشد
آنچہ در دل داشتم بودے نشد

رحم کن بر جان مسکین رحم کن
اندکے از بسیار قولم تا فہم کن

تا کجا سازم درین خالی و داغ
نیست واجب بر رسول الا البلاغ

مؤلف کتاب ہذا المفتقر الی اللہ سید عبد الاوشاہ

قطعہ تاریخ انطباع سوانح عمری جناب امام الاولیا حضرت حاجی سید وارث علیشاہ صاحب دام ظلہ از نتائج سخن گرامیقدر جناب حافظ عبدالمجید صاحب مجید رام پوری

جلوۂ وحدت است وکثرت
پردہ بردار دین مشو محجوب

ذات وارث علی عجب ذات است
او حبیبست او ذکر او محبوب

طبع شد چون سوانح عمری
گشت عشاق را بدل مرغوب

رنگ تاریخ ریخت کلک مجید
دید عین الیقین مشاہدہ خوب

۱۳۱۲ ہجری

تمت بالخیر

حسب فرمائش جناب شیخ مولا بخش صاحب رئیس جاتامن مضافات صوبہ بہار کے سال سنہ ۱۳۳۱ ہجری مین طبع ہوئی —

تقریظ چکیدہ خامہ منشی بے بہا سرمایہ ناز اہل ولا حقیقت آگاہ جناب منشی ظہور علی قادری الملقب بہ فضیحت شاہ وارثی بایزید پوری

حامداً و مصلیاً و مسلماً الٰہنا تو ہستی و نام پاک محبوب تو زیب
عرش برین است جبین عاشقانت بخاک رہت نور افشان باد
والمنۃ للہ کہ درین اوان مسعود زبان محمود نسخے از سوانح عمری
تاج الاولیا امام الاصفیا قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مخدوم
صغیر و کبیر دستگیر برنا و پیر قطب الاقطاب حامی روز جزا
سید عالی جناب معلی القاب حاجی حرمین شریفین وارث نبی و علی
حضرت سید شاہ وارث علی حسنی الحسینی دیوی قدس اللہ اسرارہم
کہ خلاصہ خاندان مصطفوی و زبدہ دودمان مرتضوی اند
بمرتبہ عین الیقین رسیدہ از خامہ شیرین مقال و منشی
نازک خیال مولانا سید عبد الاحد شاہ صاحب ابر برکات فقیر وارثی
واقف اسرار شریعت و طریقت سالک مسالک حقیقت و معرفت
ساکن موضع شاہو بگہہ ضلع گیا کہ خلعت فقر ہم از بارگاہ جناب
حضرت حاجی صاحب مدظلہ یافتہ اند در سنہ ۱۳۱۲ھ
زیب تالیف یافتہ مشرف بشرف اجابت شدہ باشارت

حضرت امام الاولیا اہتمام انطباع آن بمکرمی جناب معلی القاب شیخ مولا بخش صاحب رئیس جانا گردید از انجا کہ فقیر ہم یکے از غلامان خلعت یافتہ دودمان وارثیہ است تقریظانہ سطرے چند نگاشت و خاتمہ برین قطعہ ساخت۔

قطعہ

زفیض طبع عبد الاوشاه است	بعالم تذکرہ وارث علیشاہ
چو شد مطبوع ازدل گفت تاریخ	سوانح حاجی وارث علیشاہ

تمت بالخیر سنہ ۱۳۱۲ ہجری

تقریر دلپذیر با ہر نکتہ جلی و خفی حافظ حکیم مولوی وزیر الدین احمد صاحب شیخپوری المتخلص بہ فیض

نحمدہ و نصلی

کتابت سوانح عمری ذات بابرکات امام الاولیا شہزادی توحید و تجرید سیدی سندی جناب مستطاب حضرت حاجی سید

وارث علی شاه صاحب ادام الله فیوضه علی رؤس الاشهاد چه
قدر دشوار و امر اهم بود و کشود این کار جز اهل فضل مشکل و مشکل
همانا بار شاه و کمر همت چست بسته بصورت اسلوب و بقالب مرغوب آراسته
نمودند از خردارے فرید دهر وحید عصر فخر خاندان مصطفوی مرتضوی
جناب معلی القاب مولانا سید عبد الله شاه صاحب در کمر سعی بتحریر
در آوردند چهار نے را مرهون منت ساختند جزاک الله خیر الجزاء تا چه
بشوارا چه زهرا که در داد سعی نگارش لب بجنباند جز آنکه از ته دل
سپاس گزارش سعادت ابدی بچنگ آرد و شعر گشوده بیشه قلم
دریا دید که شود مدح قلندر زان پدید کنون بفحوای الامر
فوق الادب قطعه تاریخ انطباع در خاتمه کتاب رقم کرده
دست دعا میکشاید وقت است که ناظرین را بآمین گوئی تسلیم
برند الهی تا نام عزیز عشق باقیست خمخانه فیض ما فنا ہی حضرت سلطان
ما آقای ما مولای ما مورث ما وارث ما آباد و بزاز دل معشوق باد آمین
ثم آمین ـ

قطعه

چو شد طبع این نسخه لاجواب	همه یافتاوند در جستجو
که تا سال تاریخ گردد عیان	چنین گفت هاتف بهر یار او
ز فیض دل فیض آمد برون	بهین چشمه فیض تاریخ او

۱۳۰ ۴
۱۳۰۳ ۱۴ هجری

تقریظ من نتایج افکار عالی قدر نونہال چمن دلبری و دلداری نقاد سخن عزیزی مولوی علی کریم صاحب صدیقی سلمہ خلف دوم جناب حضرت فصیح شاہ وارثی بازید پوری

لله الحمد کتابیکہ دل ما میخواست
آمد آخر ز پس پردہ تقدیر پدید

ای پورب اور پچھم کے رہنے والو اے اتر اور دکھن کے باشندو اے معتقد اور مخالف دنیا کے بسنیوالو جس بات کو تمہارا دل چاہتا تھا جسکے تم متلاشی تھے جسکے سننے کو تمہارے کان بہت دنوں سے مشتاق تھے یعنی حضرت امام الاولیا جناب حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب قدس سرہ الشریف مدظلہ العالی کے متبرک نام سن کے اونکے احوال دریافت کرنے کو تم دل ہی دل پیچ و تاب کھاکے رہ جاتے تھے تو انکو جناب حضرت مولف عم پاک حقیقت آگاہ طریقت دستگاہ معرفت پناہ مولانا حکیم سید عبدالاحد شاہ صاحب وارثی مدظلہ العالی متوطن

موضع شاہو بلکہ کی جانفشانیون نے تمھارے اضطراب قلب وتعلق دل
شاد ہینے کے لئے سوانح عمری کے پیرایہ مین قلم بند کردئیے ہیں
کو حضرت مولف نے بہت ہی اختصار سے کام لیا ہے جب بھی انہون نے
ایک عالم پر اپنے احسان کا بھاری بوجھ ڈالدیا ہے گرچہ بظاہر یہ
خیال کیا جاسکتا ہے کہ ایک مسترشد نے اپنے مرشد کے حالات
لکھے ہین انہین اورونکا فایدہ ہی کیا نکل سکتا ہے مگر پھر بھی جو نظر
انصاف سے دیکھا جاے تو ضرور ہر ناظر اسکے مطالعے سے کم وبیش
مستفید ہونیوالا سمجھا جاسکتا ہے اسلئے کہ سوانح عمری چاہے
بھلے کی ہو یا برے کی پر ہرگز فایدہ سے خالی نہین وبطور صحیح مفید
سمجھی جاتی ہے اسلئے حضرت مولف کا ہمتہ دل سے شکریہ اداکرتے
ہین اور انکو اسکی داد دیتے ہین اور نے شک وہ قابل داد ہین
انکی فراہم آوری اور ہر نقل کی راستی اور کذب کی تحقیقات مین آپنے
جو کچھ خون جگر کھایا ہے اسکی داد میرے دل سے کوئی لے اگر ایسی
تصانیف اور تالیفات کا سلسلہ ہمارے ملک اور خاصکر اس صوبہ
بہار مین جاری رہا تو مین امید کرتا ہون کہ یقیناً ہماری بوسیدہ
حالتین پہلو بدل بدل کر ہمسے رخصت ہوتی جاینگی مین تو بلکہ
ٹپنہ کمشنری مین بہت کم طبیعتین سوانح عمری لکھنے پر راغب ہین میرا یہ
کلام ٹہیک اپنی جگہہ پر ہوگا کہ گویا سوانح عمری لکھنے کی خوشنما ابتدا
علاقہ مین پہلے پہل ہمارے ان ہی مکرم مولف کو ملی ہین ان حضرات

سے جنکے قلمون مین زور ہے جنکے دماغون کو خدا ے

پاک نے علم کی روشنی سے منور کیا ہے جنکی طبیعتین استعداد

کی اعلی قابلیتون سے ماموربین امید کرتا ہون اور اونسے میری یہی تمنا

ہیکہ اُنکا عزیز وقت جو تعلقات سے بچ رہے تو اوسکو قوم کی نذر

فرمائین اور سود مند تصانیف اور تالیفات کی اشاعت سے

زمانہ کو اپنا ممنون احسان بنائین ساتھہ ہی اسکے قابل اور بزرگ

مولف کی گرامی خدمت بابرکت مین بہی میری یہہ التجا ہے کہ

اب وہ چپ نہ بیٹھہ رہین بلکہ آیندہ بہی اسی طرح قوم کو دا

دینے اور شکریہ ادا کرنے کا پورا موقع دیا کرین المشتہر

آنرشنو قبول کرے اب اسکے بعد انطباع کی تاریخ دو

جملوں مین لکھکر اس دعا پر ختم کلام کرتا ہون اللہم بارک لنا و لکل مومنین

و ھو ھذا

اہا ہا!! سرگذشت امام الاولیا چھپ گئی
سنہ ۹۴ء

مخفی نرہے کہ جو شعر تقریر کی سرخی مین لکھا گیا ہے اوسکے
آخر مصرع کے عدد مین چونتیس ۳۴ پہلے مصرع سے دل کے
لفظ سے بڑہائے جانے سے عیسوی تاریخ نکلتی ہے سنہ ہوتا

للہ الحمد کتابیکہ دل ما میخواست
۳۴

آخر آمد بس پردۂ تقدیر پدید

۱۸ ۶۰

۱۸ ۹۴

تمام شد